معجاز الاعظمی

آثارِ نبوّت

مکتبۂ اردو ادب

آثارِ نبوت

مؤلفہ

مجاز الاعظمی (مولوی فاضل)

مکتبۂ اُردو ادب

بازار ستھاں اندرون لوہاری گیٹ لاہور

ناشر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سرفراز احمد

مطبع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ طفیل آرٹ پرنٹرز لاہور

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰/- روپے

آئینہ

آثار نبوت

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا تو آپ کی صداقت پر بیشمار دلائل بھی عطا فرمائے۔ بعض دلائل نے اہل علم و اہل نظر پر اتمام حجت کیا تو بعض دلائل نے مشاہدات و واقعات کی روشنی میں ساری دنیا کو بلا تخصیص اپنی طرف متوجہ کر لیا یہ سب دلائل وہ آثار و علامات نبوت ہیں جن سے کسی کو مجال انکار و یارائے سرتابی نہیں۔

اہل علم و نظر کے لئے "قرآن پاک" سب سے بڑی حجت و دلیل اور محمد رسول اللہؐ کی صداقت میں حرف اوّل و حرف آخر ہے۔ قرآن پاک کا نزول اس زمانہ میں ہوا جب کہ دنیائے ادب اپنے فن سخن سرائی میں عروج پر تھی اور معنی آفرینی میں وہ دور دورِ کمال کہا جاتا ہے۔ لیکن قرآن نے ایک طرف فصاحت میں لوگوں کو عاجز کر دیا تو دوسری طرف معنوی گہرائی، ہدایت و حکمت، موعظت و تزکیۂ نفس میں سند یکتائی حاصل کی۔ پس یہ کلام پاک جس ذات پر نازل ہوا وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے قرآن بجائے خود منزل من اللہ ہونے کی حجت قطعی بھی ہے اور محمد رسول اللہ کی صداقت

پر روشن دلیل بھی۔

مشاہدات وواقعات کے ذریعہ جو تصدیق رسالت ہوئی اس میں ایک قسم وہ ہے جو لطور معجزات ظہور میں آئی اور جس کا مشاہدہ آپ کی زندگی میں ہوا مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہونا وغیرہ۔ اس قسم کے معجزات پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

مشاہدات وواقعات کی قسم سے ایک وہ چیز ہے جس میں رسول اللہ صلعم نے اپنی زبانِ مبارک سے آیندہ زمانہ میں ہونے والے واقعات کی خبر دی اور وہ واقعات سیکڑوں برس بعد ہو بہو پوری جزئیات کے ساتھ معرضِ وجود میں آئے۔ یہ وہ آثار نبوت ہیں جہاں پر مورخین عالم کا قلم تاثر لرزو جاتا ہے اور واقعات کی تفصیل کو اخبار رسالت پر منطبق پاکر اٰمنت باللہ ورسولہ پکار اُٹھتے ہیں۔

ہماری یہ کتاب انہیں خبروں پر مشتمل ہے جو زبان رسالت سے صادر ہوئیں جن میں سے بعض آپ کے زمانہ مبارکہ میں، بعض آپ کی وفات سے برسوں بعد اور بعض سیکڑوں سال بعد اپنے پورے خد وخال کے ساتھ صادق آئیں، یہ خبریں سچے نبی کی صداقت کے آثار وعلامات ہیں اس لئے اس کتاب کا نام آثارِ نبوت رکھا گیا اللہ ہم کو اپنے سچے نبی کا سچا تابع بنا کر دنیا سے اٹھائے۔ (آمین)

مجاز الاعظمی (مولوی فاضل)

تیس کذابوں کا ظہور

مسند احمد و طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس جھوٹے ظاہر نہ ہولیں ان جھوٹوں میں آخری جھوٹا دجّال ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان تاریخ کی روشنی میں صادق آیا اور تاریخ عالم میں ایسے جھوٹوں کی تعداد معلوم کی جاسکتی ہے جنہوں نے نبوت یا خدائی کا دعویٰ کیا ان میں سے چند کے نام یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا کذاب مسیلمہ ہوا ہے یہ خاندان بنو حنیفہ میں ظاہر ہوا تھا، نبوت کا دعویٰ کرکے نماز معاف کی شراب و زنا کو حلال کر دیا اور قرآن کے مقابل آتیں گھڑا کرتا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔

دوسرا کذاب اسود عنسی ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع سے واپس آکر مریض ہوئے اور آپ کے مرض کی شدّت کا چرچا ہوا تو اس وقت اس ملعون نے نبوت کا دعویٰ کر دیا یہ ایک شعبدہ باز شخص تھا سحیق اور شقیق نامی دو شیطان اس

کے تابع تھے جو لوگوں کے حالات سے باخبر کیا کرتے تھے، اسود لوگوں میں عجائبات کا مظاہرہ کرتا تھا اسی کا گدھا اس کو سجدہ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ نمران کے لوگ اس کے تابع ہو گئے اور اس نے اپنے چھ سو متبعین کو لے کر صنعاء پر چڑھائی کر کے قبضہ کر لیا تھا رسول اللہ نے اپنی وفات سے ایک دن پہلے اِس کذاب کے قتل کی خبر سنا دی تھی چنانچہ فیروز دیلمی نے اس ملعون کو قتل کر دیا۔

تیسرا کذاب طلیحہ بن خویلد اسدی ہوا ہے یہ قبیلہ بنو اسد کا ایک فرد تھا خیبر کے اطراف وجوانب میں ظاہر ہو کر اس نے دعویِ نبوت کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں یہ اٹھا تھا چنانچہ غطفان والوں نے اس کی مدد کی لیکن بعد میں یہ شخص توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گیا تھا۔

چوتھی کذابہ سجاح بنت سوید بن یربوع ہوئی ہے۔ یہ قبیلہ تغلب سے تعلق رکھتی تھی اس کے دعوئِ نبوت کو قبیلہ تمیم نے مدد پہونچائی اس کی عادت تھی کہ بھیڑیا پر سوار ہوتی، مجرم کو فوراً قتل کر دیتی تھی یہ جب یمامہ پہونچی تو دیکھا کہ مسیلمہ کذاب پہلے ہی سے دھونی رمائے بیٹھا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو گھور گھور کر دیکھتے رہے اور ہر ایک نے دوسرے کو اپنا مقابل جانا آخر دونوں نے گفتگو شروع کی تو اتفاق اس بات پر ہوا کہ ہم میں سے جو شخص غالب آجائے گا مغلوب اس کا اتباع کرے گا چنانچہ ایک خیمہ میں ملاقات ہوئی مسیلمہ کذاب نے یہ جھوٹی وحی سنائی۔ الم تر ان اللہ خلقنا افواجا وجعل النساء لنا ازواجا نولج فیھن ایلاجا ونخرج منھن اذا نشئنا اخراجا (ترجمہ) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم مردوں کو فوج در فوج بنایا ہے اور عورتوں کو ہماری بیویاں بنائیں جن سے ہم جماع کر کے اولاد پیدا

کرتے ہیں۔ یہ سُن کر سجاح ہنس پڑی پھر اس کے بعد مسیلمہ نے چند اشعار پڑھے جس میں جماع کی خواہش کا ذکر تھا۔ سجاح جماع کے لئے تیار ہو گئی۔ اس کے بعد سجاح نے اپنی نبوت مسیلمہ کذاب کو سونپ دی اور ان دونوں کے درمیان مہر یہ قرار پایا کہ عصر کی نماز معاف کر دی جائے، شاطبی کا بیان ہے کہ تمیم صدیوں تک رمل میں عصر کی نماز نہیں پڑھتے تھے ان کا یہ کہنا تھا کہ مہر کریمتنا لا نرد ۂ یعنی نماز عصر کا معاف ہونا ہماری عزیز ترین سردار کا مہر ہے اس کو ہم رد نہیں کریں گے۔ لیکن سجاح نے حضرت معاویہؓ کے زمانۂ حکومت میں توبہ کر لی اور مسلمان ہو گئی۔

پانچواںؒ کذاب مختار ثقفی ہوا ہے یہ شخص اولاً تو مظلوم شہید حضرت حسینؓ کا بدلا لینے کے نام پر اٹھا لیکن جب لوگ اس کی طرف مائل ہوئے تو اس نے طرح طرح کے دعوے کئے مثلاً اس نے دعویٰ کیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، مجھ میں خدا کی روح حلول کر گئی ہے۔ یہ جب خط لکھتا تو اس کی ابتداء یوں کرتا من مختار رسول اللہ یعنی یہ خط مختار کی طرف سے ہے جو اللہ کا پیغمبر ہے اس کے متعلق بھی رسول اللہ نے پیشگوئی فرما دی تھی۔ اس کذاب کا ظہور قبیلہ ثقیف میں ہوا تھا۔

چھٹاؒ کذاب بہبوز نامی ایک شخص گذرا ہے یہ خلیفہ معتمد کے زمانہ میں بڑا ہی فتنہ انگیز تھا۔ اسی نے زنجیوں کا وہ فتنہ برپا کیا تھا جس کی آگ سے عراق جیسا پُر رونق شہر تباہ و برباد ہو گیا تھا اس نے سادات کرام کو سخت رسوا کیا۔ اس مردود نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خدا نے مجھ کو رسول بنا کر مبعوث کیا تھا مگر میں نے رسالت کو قبول نہ کیا۔ یہ شخص اس بات کا بھی مدعی تھا کہ میں آئندہ کی مخفی چیزیں خوب جانتا ہوں یعنی غیب کا مجھے علم ہے۔

ساتواں کذاب یحییٰ بن زکرویہ قرمطی ہوا ہے یہ شخص خلیفہ مکتفی کے زمانۂ حکومت میں پیدا ہوا اور بہت سے جھوٹے دعووں کی وجہ سے اہل حق میں جھوٹا مشہور ہوا ہے۔

آٹھواں کذاب یحییٰ مذکور کا حقیقی بھائی حسین ہوا ہے۔ اپنے بھائی کے تمام جھوٹے دعووں کو خاندانی میراث کے طور پر خود اختیار کر کے لوگوں کی لعنتوں کا مرجع بنا۔

نواں کذاب عیسیٰ بن مہرویہ ہے اس نے بھی بڑے جھوٹے دعاوی کئے اس کا کہنا تھا کہ قرآن میں جو مثّر کا لفظ ہے وہ میرا ہی لقب ہے گویا اس طرح اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کر لیا۔ ملک شام پر اس کا اقتدار ہو گیا تھا چنانچہ اس ملک میں اس نے بڑا فساد برپا کیا۔ لوگ اس سے اتنے تنگ آ گئے تھے کہ اس کو قتل کر کے ہی چین لیا۔

دسواں کذاب ابو طاہر قرمطی ہے۔ یہ شخص خلیفہ مقتدر کے زمانۂ حکومت میں نمودار ہوا تھا۔ اس کے ارادے بڑے خطرناک تھے اس نے کعبہ شریف سے حجر اسود کو اکھاڑ لیا تھا غالباً یہ اس نیت سے کیا تھا کہ اپنی مرضی کے مطابق کسی اور جگہ اس مقدس پتھر کو نصب کر کے اپنی من مانی زیارت گاہ کی ایجاد کرے مگر اس کو اس ارادے میں کامیابی نہ ہو سکی۔

گیارہواں کذاب محمد بن علی شلمغانی تھا اس کا لقب ابن ابی العراق بھی تھا یہ حاکم راضی باللہ کے زمانۂ حکومت میں نمودار ہوا تھا اس کے دعوے بڑے جھوٹے تھے۔ اس نے الوہیت یعنی خدائی کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ تھا کہ میں مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں چنانچہ اپنے انہیں کفریات کے صلے میں کیفر کردار تک پہونچا اور اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ سولی پر چڑھا دیا گیا۔

بارہواں کذاب حاکم مطیع باللہ کے زمانۂ حکومت میں ایک نوجوان شخص ہوا ہے

یہ شخص تناسخ (روحوں کا مختلف قالب بدلنا) کا قائل تھا اور فرقۂ تناسخیہ سے تعلق رکھتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ علیؓ کی روح میرے اندر اور فاطمہؓ کی روح میری بیوی کے اندر حلول کر گئی ہے۔

تیرہواں[13] کذاب حاکم معزالدولہ کے عہد حکومت میں ایک شخص ظاہر ہوا اس نے دعویٰ کیا کہ میں جبرئیل ہوں لیکن جب اس پر کوڑوں کی مار پڑی تو اپنا دعویٰ بدل دیا اور کہنے لگا کہ میں سیّد ہوں۔ اس کا ادلتا بدلتا رنگ دیکھ کر لوگوں نے قتل کر دینے کا مطالبہ کیا لیکن حاکم نے اہل بیت کے نام کا احترام کرتے ہوئے اس کو درگذر کر دیا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں اہل بیت اور سیّد ہوں۔

چودہواں[14] کذاب ۴۹۹ھ میں حاکم مستظہر کے عہد حکومت میں ایک شخص نہاوند کے خطّہ میں نکلا اس نے جھوٹے دعووں سے لوگوں کو ورغلایا اس کا دعویٰ تھا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے فتنہ کو دبانے کے لئے مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا۔

پندرہواں[15] کذاب ارض مغرب میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا نام لا تھا یعنی حرف نفی اس کا نام تھا۔ یہ تک بندی اس نے یہ کہہ کر پیدا کی تھی کہ تمہاری حدیث میں لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ لا میرے بعد نبی ہو گا۔ وہ لا میں ہی ہوں جس کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ حالانکہ صحیح معنی یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

سولہواں[16] کذاب ایک جادوگر تھا جس کو غازاری کہا جاتا تھا یہ شخص مالقہ میں پیدا ہوا۔ اس کے سحر کی وجہ سے اس کو غرناطہ کی سفارت کا عہدہ ملا لیکن

ابوجعفر بن زبیر نے اس شخص کو قتل کر دیا کیونکہ سحر کے بعد انسان کافر ہو جاتا ہے۔
سترہویں[۱۷] کذابن ایک عورت ہے جس نے دعوی کیا کہ میں نبیہ ہوں جب اس عورت سے حجت کی گئی کہ حدیث میں آیا ہے لا نبی بعدی یعنی رسول اللہ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے تو اس نے جواب دیا کہ لا نبیۃ یعنی ت تانیث کے ساتھ نفی نہیں آئی ہے مذکر نبی کی نفی ہے اور میں مؤنث نبیہ ہوں۔
اٹھارہواں[۱۸] کذاب استاد سیس نام کا ایک شخص خراسان میں گذرا ہے یہ شخص خلیفہ منصور کے زمانہ میں نبوت کا دعوی کر کے اظاہرات وغیرہ میں تقریباً تین لاکھ افراد اس کے ہمنوا ہو گئے۔ اخثم نے اس سے جنگ کی مگر شکست کھا گیا پھر منصور اور مہدی کے متحدہ لشکر نے حازم بن خزیمہ کی قیادت میں حملہ کیا چنانچہ جھوٹا استاد سیس مع چودہ ہزار افراد کے گرفتار ہوا اور ستر ہزار قتل ہوئے۔
انیسویں[۱۹] کذابن دامیہ نام کی ایک سوڈانی عورت تھی اس نے بھی نبوت کا دعوی کیا اور اکثر سوڈانیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا۔ لیکن دامیہ کو مسلمانوں نے پکڑ کر قتل کر ڈالا۔
بیسواں[۲۰] کذاب یو تسیا نام کا ایک جھوٹا زمانۂ مہدی میں ظاہر ہوا اس نے بھی نبوت کا دعوی کیا خلیفہ مہدی کے لشکر نے اس کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھا دیا اور فتنہ ختم ہو گیا۔
اکیسواں[۲۱] کذاب عطا مقنع خراسانی ہے یہ بھی خلیفہ مہدی کے زمانے میں تھا۔ اس کے عقیدہ کی رو سے اللہ نبیوں میں حلول کرتا رہتا ہے چنانچہ اس نے اپنی ذات میں بھی خدا کے حلول ہونے کا دعوی کیا یہ ذات کا دھوبی اور مرو کا باشندہ تھا،

نہایت بدشکل، کانا اور بونا قد کا تھا۔ یہ ہر وقت سنہری نقاب اپنے چہرے پر رکھتا تھا اسی لئے اس کو مقنع کہتے ہیں یہ مردود شخص نظر بند کر دیا گیا اور اسی حالت میں زہر کھا کر اس نے خودکشی کر لی مگر توبہ نہ کی۔

بائیسواں [۲۲] کذاب ابو مسلم خراسانی کو ماننے والا فرقہ ہے جس کو فرقہ راوندیہ کہتے ہیں یہ بھی تناسخ کے معتقد تھے اور کہتے تھے کہ حضرت آدمؑ کی روح عثمان بن نہیک میں داخل ہو گئی ہے یہ لوگ خلیفہ منصور کو رزاق و خدا مانتے تھے معن بن زائدہ نے ان سب کو منصور کے سامنے قتل کر ڈالا۔

یہ بائیس کذاب ہم نے ذکر کئے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دغاباز جھوٹے مدعی نبوت ہوئے ہیں مثلاً ابو الطیب متبنی شاعر جس کا دیوان اب تک عربی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے اور مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ جنہوں نے نبوت کا دعوی کیا بعض کے پیچھے ایک جماعت ہو گئی اور بعض کے شر سے خدا نے لوگوں کو بچا لیا کہ کوئی بھی پیرو نہ ہوا۔ غرض یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا کہ قیامت سے پہلے تیس کذاب ظاہر ہوں گے تو یہ بالکل سچ ثابت ہو رہا ہے۔ اگر تاریخ عالم پر نظر ڈالی جائے تو یہ تعداد پوری ہونے کو ہے، قربان جائیے اس سچے نبی پر جس نے جھوٹے نبیوں کے چہروں کو بے نقاب کر دیا۔

طاعون کی تباہ کاریاں

قیامت سے پہلے صادق آنے والی نشانیوں میں سے ایک نشانی کثرتِ موت ہے اس کی بھی خبر رسول اللہ نے دے دی تھی چنانچہ عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے واقع ہونے والی چھ چیزوں کا تذکرہ فرمایا ان میں سے ایک چیز کثرتِ موت تھی آپ نے فرمایا کہ اس کثرت سے موت ہوگی جیسے بکریوں میں وبا پھیلنے سے ہوتی ہے۔ یہ خبر بالکل صحیح ثابت ہوئی اور تاریخ میں طاعون کی وباء سے جس تباہ کاری کا پتہ چلتا ہے وہ اس حدیث کی تصدیق کے لئے کافی ہے۔ ہم اس تباہ کاری کا مختصر ذکر کرتے ہیں اللہ ہم سب کو اس تباہی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

تاریخ میں ہے کہ وباء کے پانچ واقعات بہت بڑے ہوئے ہیں جن میں کثرت سے موت واقع ہوئی پہلا واقعہ از درجر، دوسرا واقعہ عمواس، تیسرا واقعہ جارف چوتھا فتیات اور پانچواں اشراف۔ (ابن عساکر وبدائنی) اب بعض کی تفصیل درج کی

جاتی ہے۔

۱۷ھ میں شام کے ایک مقام عمواس میں طاعون پھیلا یہ زمانہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا اس طاعون سے پچیس تیس ہزار مسلمان جو لشکر اسلام میں تھے فوت ہوئے، اس وباء کا اثر بصریٰ تک گیا اور وہاں بھی لاتعداد موتیں ہوئیں ہشام کا بیان ہے کہ شام میں یہ وباء قہر الٰہی بن کر اس لئے نازل ہوئی تھی کہ وہاں شراب نوشی زوروں پر تھی (ابن عساکر، مدائنی)

۴۹ھ میں کوفہ میں ایک وباء پھیلی اس وباء کو قہر خدا جان کر مغیرہ بن شعبہؓ صحابی کوفہ سے نکل گئے جب وباء کا زور کم ہوا تو پھر واپس آئے اور طاعون ہی میں ان کا انتقال ہو گیا اس طاعون میں بھی کثیر خلق خدا مر گئی (ابن کثیر فی التاریخ)

۵۳ھ میں بھی ایک بڑا طاعون آیا اسی وباء میں زیاد بن ابیہ کی موت ہوئی اور دوسرے بہت سے لوگ مر گئے۔

۶۴ھ میں ایک طاعون آیا اس کو "طاعون جارف" کا نام دیا گیا کیونکہ یہ وباء کیا تھی ایک طوفان کی طرح آئی اور لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارتی گئی یہ طاعون تین ہی دن رہا پہلے دن بصریٰ میں ستر ہزار موتیں ہوئیں دوسرے دن اکہتر ہزار لوگ مرے اور تیسرے دن تہتر ہزار افراد کی موت ہوئی چوتھے دن یہ وباء تھوڑی سی رہ گئی۔ اسی وباء کا واقعہ ہے کہ بصریٰ کے حاکم کی ماں کا انتقال ہوا تو کوئی اٹھانے والا بھی نہ رہا، شام میں بھی کچھ لوگ ہی بچے باقی سب ہلاک ہو گئے۔ اس طاعون میں انس بن ملکؓ کی اولاد سے اسی افراد اور ابو بکرؓ کی اولاد سے چالیس افراد مر گئے۔ اس وباء میں یہ تباہی آئی کہ جنازہ اٹھ نہ سکا درندے گھروں میں

آکر مردوں کو کھانے لگے۔ مصعب کے زمانہ میں یہ وباء آئی تھی (ابن الجوزی، ابن کثیر ذہبی)

۶۶ھ میں مصر میں یہ وباء آئی اور پھر ۸۵ھ میں مصر ہی میں اس وباء کا نزول ہوا جس سے تباہی مچ گئی (ابن حجر، ابن جریر)

۸۷ھ میں یہ وباء بصری کی طرف متوجہ ہوئی اس کا نام "وباء فتیات" پڑ گیا یعنی لڑکیوں کی وباء کیونکہ اس وباء میں جوان اور کنواری عورتیں کثرت سے مر گئیں۔

۱۰۰۔۹۰ھ میں حجّاج بن یوسف ثقفی کے زمانہ میں ایک طاعون آیا جس کو "طاعون اشراف" کا نام دیا گیا کیونکہ اس میں بڑے رؤساء کثرت سے مر گئے۔ چونکہ حجّاج کا ظلم اس بلا کا تھا کہ لوگ پریشان تھے اس لئے لوگوں کا کہنا تھا کہ اے خدا! حجاج تو وباء کی شکل میں موجود ہی ہے کسی دوسری وباء کی کیا ضرورت تھی۔ یہ وباء شام تک پھیلی اسی وباء میں سلیمان بن عبدالملک کا ولیعہد ایوب موت سے ہمکنار ہوا۔

۱۰۱ھ میں وباء آئی اس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ تھے اس میں بھی لوگ کثرت سے مرے۔ لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ آپ یہاں سے کسی محفوظ مقام پر چلے جائیے کیونکہ آپ سے پہلے جتنے حکمران تھے وہ ایسے وقت میں یہاں سے چلے جایا کرتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے یہ سن کر دعا فرمائی کہ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ بات ہے کہ میں قیامت کے علاوہ کسی اور دن سے خوف کھاتا ہوں تو میرے خوف کو دور نہ کر اور مجھے مامون نہ کر۔

۱۰۷ھ میں پھر شام میں یہ وباء آئی اور لوگوں کو بہالے گئی اس کے بعد ۱۱۶ھ میں بھی شام میں یہ وباء زور سے پھیلی اور شام سے عراق تک پھیل گئی نہ یادہ زور اس

دباء کا مقام واسط میں رہا۔

۱۳۱ھ میں اس بلا کا طاعون آیا کہ ہر روز ایک ہزار سے زیادہ جنازے نکلتے تھے

مورخین کا بیان ہے کہ بنو امیہ کی حکومت میں شام طاعون سے بار بار ہلاک ہوتا رہا۔ بنو امیہ کے خلفاء طاعون کے خوف سے صحرا کی طرف بھاگ جاتے تھے۔ اور ہشام نے رصافہ کی بنیاد اسی لئے شہر سے دور رکھی تھی کہ جب طاعون آئے تو وہاں جا کر قیام کرے بنو امیہ کے بعد بنو عباس کی حکومت آئی ان کے زمانہ میں وباء کا آنا کم ہو گیا۔

۱۴۶ھ میں بغداد میں طاعون آیا اس سے بھی تباہی مچی اس وباء کے بعد ایک مدت تک کے لئے وباء کا سلسلہ بند ہو گیا اور پھر ۲۲۱ھ میں بصرہ میں وباء آئی ۱۴۶ھ اور ۲۲۱ھ کے درمیان پچھتر برس کی مدت ہوتی ہے یہی زمانہ حضرت امام شافعیؒ کے پیدا ہوتے اور وفات پاتے کا ہے۔ امام موصوف کی زندگی میں کبھی طاعون نہیں آیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بزرگوں اور نیکوکاروں کی برکت سے خدا کا قہر ٹل بھی جاتا ہے۔

۲۴۹ھ میں عراق کے اندر وباء کا زور ہوا اور بہت سے لوگ موت کے گھاٹ اتر گئے۔

۲۸۰ھ میں آذربائیجان و بروعہ میں طاعون پھیلا اس میں گھر کا گھر صاف ہو گیا، اسی طاعون میں محمد بن ابی الساخ کی اولاد سے اسّی افراد مر گئے۔

۲۹۹ھ میں فارس طاعون کی زد میں آیا اور بے شمار افراد موت کی آغوش میں آئے۔

۳۲۱ھ میں بغداد کی طرف طاعون کی وباء متوجہ ہوئی اور بہتوں کا کام تمام کیا۔

۳۲۴ھ میں اصبہان کو طاعون نے ہلاکت میں ڈال دیا۔

۳۲۶ھ میں عراق میں ایسا طاعون آیا کہ لوگ اچانک مرنے لگے۔ اس طاعون میں یہ عجیب چیز نظر آئی کہ قاضی کپڑے پہن کر دربار میں آتے اور ایک پاؤں میں موزہ پہن کر دوسرے پاؤں میں پہننا چاہتے کہ ان کی موت واقع ہو جاتی۔ مرگ ناگہانی کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ کوئی مسجد میں کوئی غسل خانہ میں کوئی نماز پڑھتے ہوئے کوئی کھاتے ہوئے کوئی راستہ چلتے ہوئے مر جاتا تھا غرض مختلف حالتوں میں اچانک موت واقع ہو جاتی تھی، ہاں خطبہ کی حالت میں کوئی خطیب نہیں مرا۔

۴۲۳ھ میں ایک بڑا طاعون پھیلا اس نے بلاد ہند و عجم و بلاد جبل و بغداد تک کو تباہ کیا۔ اس کی تباہی کی مثال نہیں ملتی بے شمار جانیں ہلاک ہوئیں اسی سال موصل میں چار ہزار افراد وباء کا شکار ہو کر ہلاک ہوئے۔

۴۲۵ھ میں طاعون آیا یہ شیراز سے شروع ہو کر بصرہ و بغداد تک پہونچ گیا تباہی بہت آئی۔

۴۳۰ھ میں موصل و جزیرہ و بغداد میں اس زور کی وباء پھیلی کہ بصریٰ میں صرف چار سو آدمیوں نے جمعہ کی نماز پڑھی حالانکہ مسلمانوں کی تعداد چار لاکھ سے زیادہ تھی جو جمعہ میں شریک ہوا کرتے تھے۔

۴۶۹ھ میں دمشق طاعون کی ہلاکت خیزیوں کا شکار ہوا اتنی ہلاکت آئی کہ یہاں پانچ لاکھ آدمی رہتے تھے مگر تباہی کے بعد شمار کیا گیا تو صرف ساڑھے تین ہزار بچ رہے تھے باقی سب مر گئے۔ اس حادثہ کے بعد ۴۹۹ھ تک بہت سی وبائیں آئیں جن کا ذکر اختصار کی غرض سے ہم ترک کرتے ہیں۔

۷۴۹ھ میں مصر میں اتنا بڑا طاعون آیا کہ پہلے کی یاد فراموش کر گیا۔ یہ طاعون مشرق سے مغرب تک پہونچا اور مکہ معظمہ بھی اس کی زد میں آگیا انسانوں کے علاوہ حیوانات بھی اس کی تباہ کاری میں آگئے۔ یہ اتنا بڑا واقعہ تھا کہ لوگوں نے اس پر کتابیں تصنیف کیں چنانچہ ابن الوردی کا "مقامہ" اس حادثہ کے بیان میں آج تک مشہور ہے۔ ابن ابی حجلہ کا بیان ہے کہ تقریباً دنیا کی آدھی آبادی تباہ ہوگئی۔ صرف قاہرہ میں ہر روز بیس ہزار آدمی ہلاک ہوتے رہے۔

اس طاعون کے بعد ۸۲۲ھ تک بہت سے طاعون پھیلے جن میں بہت سی آبادیاں ہلاک ہوئیں۔

۸۳۳ھ میں ایک طاعون آیا۔ یہ ۷۴۹ھ والے طاعون کے علاوہ سب سے بڑا تھا اور آبادیوں کو بہا لے گیا۔

۸۴۱ھ میں ایک طاعون آیا ہر روز اس طاعون میں ایک ہزار آدمی مرتے تھے۔

۸۵۳ھ میں ایک طاعون آیا جس میں ہر دن پانچ ہزار آدمی مرتے تھے۔

۸۹۶ھ میں روم میں طاعون آیا اور حلب تک پھیل گیا۔ بہت تباہی آئی۔

ان کے علاوہ بعد میں بھی طاعون اور دوسری وبائیں پھیلتی رہیں اور آج تک اس کا سلسلہ جاری ہے۔ قربان جائیے اللہ کے سچے رسول ﷺ پر کہ قیامت سے پہلے جو وباؤں اور تباہیوں کی پیشین گوئی فرما دی تھی۔ وہ حرف بحرف صادق آئی۔

تاروں کا ٹوٹنا

رسول اللہ کی پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی یہ ہے کہ لوگوں پر تاروں کی مار پڑے گی، اس بارے میں بھی خبر رسول موجود ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ لوگوں میں جب فسق و فجور کی گرم بازاری ہو گی تو آسمان کے ستاروں سے ان کے سر کچل دیئے جائیں گے۔ (دیلمی)

چنانچہ ۵۹۳ھ میں یہ واقعہ نمودار ہوا کہ ایک بڑا تارا ٹوٹا جس سے سخت گرج اور خوفناک آواز پیدا ہوئی لوگوں کے مکانات دہل گئے اور سب لوگ رو رو کر فریاد کرنے لگے سب نے کہا کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

اسی طرح ۶۴۱ھ میں بھی تارے آسمان پر موجوں کی طرح ٹکرانے لگے اور رات بھر ٹڈیوں کی طرح دل بادل ٹوٹتے رہے لوگ خوفزدہ ہو کر بھاگنے لگے، لوگوں کا کہنا تھا کہ ایسی خوفناک شکل کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔

اسی طرح ۳۲۲ھ میں خلیفہ راضی باللہ کے زمانے میں بھی رات بھر تارے ٹوٹتے رہے اور ان تمام حادثوں میں لوگ دہشت سے مر مر جاتے تھے۔

دُمدار ستارہ کا طلوع ہونا

دمدار ستارہ کا طلوع ہونا بھی رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ہے چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمان! جب بادشاہوں کا حج سیر و تفریح کے لئے، امیروں کا حج تجارت کی غرض سے، مسکینوں کا حج بھیک مانگنے کیلئے اور علماء و قاریوں کا حج دکھاوے کے لئے ہو جائے تو اس وقت دمدار ستارہ نکلے گا۔ (ابن مردویہ)

چنانچہ یہ پیشین گوئی بھی صادق آئی بارہا یہ ستارہ نکلا اشاعہ میں ہے کہ سب سے بعد میں ۱۰۷۵ھ ماہ جمادی الاخریٰ میں دمدار ستارہ نکلا تھا یہ ایک ماہ تک باقی رہا اس کی رفتار چاند کی رفتار سے تیز تھی۔

انقلاب ۱۸۵۷ھ میں بھی یہ ستارہ طلوع ہوا اور مدت تک نکلتا رہا لوگ حیرت کی نگاہ سے اسے دیکھتے رہے۔

قحط و گرانی

قیامت سے قبل واقع ہونے والی پیشین گوئیوں میں سے قحط و بھوک مری کو بھی رسول اللہ نے بیان فرمایا۔ یہ پیشین گوئی بھی صادق آئی کہ لوگوں پر بارہا ایسا دور گذرا کہ بھوک سے مر گئے جس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

۵۹۶ھ میں مصر میں ایسی گرانی ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے بعد کبھی نہیں ہوئی تھی۔ جدھر نظر اٹھتی تھی بھوک سے مرے ہوئے یا قریب المرگ انسان نظر آتے لوگ مردار کھانے لگے انسان انسان کو کھانے لگا۔ لوگ قبریں کھود کھود کر مردے نکالتے اور اپنی غذا بناتے لوگ راستہ چلتے تو لاشوں پر پاؤں پڑتا۔ بستی کی بستی اور شہر کا شہر فنا ہو گیا۔ مسافر جب وہاں سے گذرتا تو دیکھتا کہ گھروں کے دروازے سب کھلے ہوئے ہیں اور گھر والے سب مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ لاشوں پر چیل کوؤں اور وحشی جانوروں کا میلہ لگا رہتا۔ شریف زادے اپنی اولاد کو کوڑیوں کے مول بیچنے لگے تھے۔ دس سال تک یہی حال رہا۔ ابو شامہ کا بیان ہے کہ مصر کے امیر عادل نے

تین لاکھ موتی خرچ کر کے کفن کا انتظام کیا۔ حال یہ تھا کہ باپ بھوک سے تڑپ کر اپنے بچے کو بھونتا اور کھا لیتا تھا۔ اور ایک انسان دوسرے انسان کو حیلہ سے شکار کرتا جس طرح ہرن وغیرہ کو شکار کرتے ہیں پھر اس کو کھا جاتا۔ لوگ طبیبوں کو علاج کے بہانے بلاتے اور ذبح کر کے کھا جاتے۔ کتوں کو کھانا تو معمولی بات تھی۔ کتا پانچ اشرفی اور بلّی تین اشرفی کو بکتی تھی۔

سنہ ۲۶۰ھ میں زنگیوں کا سردار بہبوذ تھا اس کو غیب دانی کا دعوٰی بھی تھا اس کے زمانے میں حجاز و عراق میں ایک بڑا قحط آیا۔ ایک دستق اناج تیرہ اشرفیوں کے عوض بکنے لگا، لوگ بھوکوں مرنے لگے۔

سنہ ۶۱۸ھ میں دیار بکر، موصل، جزیرۂ میافارقین وغیرہ میں قحط آیا لوگ تباہ ہو گئے اور اپنے بچوں کو بیچ بیچ کر کھانے لگے، بے شمار لوگ مرنے لگے صرف جزیرہ ابن عمر میں پندرہ ہزار آدمی بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر گئے تین ہزار بچے فروخت ہو گئے تاتاری لوگ دس درہم (تین روپے) میں ایک بچہ خرید لیتے تھے میافارقین کی تقریباً ساری آبادی مر گئی۔ یہاں گنجان بازار تھا مگر صرف چھ دکانیں باقی رہ گئیں موصل میں بھی لوگ برباد ہو گئے مردار کھانے لگے اور ایک بچہ جس کے ختنے پر پچاس اشرفیاں خرچ ہوئی تھیں اب قحط کی وجہ سے صرف بارہ درہم (۳½ روپے) میں فروخت ہونے لگا۔ خریدار مسلمانوں کی اولاد کو خریدنے سے انکار کرنے لگے تو مجبوراً عورت اور بچے نصرانی ہونے لگے۔ اس وقت بڑے بڑے شرفاء گھاس پھوس کھانے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتے تھے یہ تباہی ایسی ہی تھی کہ سب اس کی زد میں آ گئے۔

چیخ

خوفناک آواز کا سنائی دینا بھی قیامت سے قبل واقع ہونے والی پیشین گوئیوں میں سے ہے چنانچہ یہ پیشین گوئی بھی صادق آئی کہ ۲۳۸ھ میں متوکل کے دورِ حکومت میں خلاط کے باشندوں نے ایک خوفناک آواز سُنی یہ چیخ آسمان و زمین کے درمیان سے اُٹھی لوگوں کے دل دہل گئے اور اس کی دہشت سے بیشمار لوگ مر گئے۔

اس کے بعد ۲۴۲ھ میں بھی یہ واقعہ ہوا کہ ایک سفید چھوٹی سی چڑیا بمقام جبل میں چیخی لوگ بہت ڈر گئے چڑیا کی آواز سے یہ الفاظ سنائی دیتے تھے معاشر الناس اتقوا اللہ اللہ اللہ یعنی اے لوگو اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو۔ اسی طرح چالیس مرتبہ آواز کر کے یہ چڑیا اُڑ گئی۔ چڑیا بالکل چھوٹی سی تھی مگر اس کی آواز کی چیخ سے لوگوں کے کان کھڑے ہو گئے۔

آگ

حدیث بخاری وغیرہ میں مذکور ہے کہ قیامت سے پہلے ایک ایسی آگ حجاز سے نکلے گی جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔ یہ واقعہ بھی ہو چکا خلیفہ مستعصم کے قتل سے دو سال قبل جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ میں یہ آگ ظاہر ہوئی تھی یہ بڑی تیز رفتار اور چار فرسخ لمبی اور چار میل چوڑی تھی اور پتھر کو گلا دیتی تھی اس آگ کی روشنی بصریٰ تک پہونچتی تھی اور اس کی روشنی میں رات کو اونٹ دن کی طرح سفر کرتے تھے۔

غرق ہونا (ڈوبنا)

بڑی تعداد میں ہلاکت کی جو پیشین گوئی فرمائی گئی تھی اس ہلاکت کے اسباب میں سے ایک سبب پانی میں غرق ہونا اور ڈوبنا بھی ہے چنانچہ ڈوبنے کے واقعات بھی ہو چکے۔ ۴۶۰ھ میں خلیفہ قائم کے زمانے میں خلق کثیر رملہ میں ڈوب گئی اور ۴۶۶ھ میں قائم ہی کے عہد حکومت میں دریائے دجلہ کا پانی تیس گز کھڑا بڑھ گیا اس سے قبل دجلہ اتنا کبھی نہیں بڑھا تھا۔ بےشمار انسان، چوپائے، اور جائدادیں تباہ ہوئیں لوگ کشتیوں پر بیٹھ گئے اور وہیں نماز جمعہ بھی ادا کی اس سیلاب سے ایک لاکھ مکان بغداد میں گر گئے، بغداد سارا مسمار ہو گیا۔

۳۰۰ھ میں بہبوذ خارجی کے زمانۂ اقتدار میں جبکہ اہل بیت کو بہت ستایا جا رہا تھا ایک نہر میں اچانک طوفان آیا یہ طوفان کرخ تک پہونچا سات ہزار مکانات بہہ گئے لاتعداد مخلوق تباہ ہوئی۔

پہاڑ کا ٹلنا

سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں سے پہاڑ کا اپنی جگہ سے سرک جانا بھی بیان فرمایا ہے (طبرانی) چنانچہ تاریخ الخلفاء میں سیوطی نے لکھا ہے کہ خلیفہ متوکل کے زمانے میں یمن کا ایک پہاڑ اپنی جگہ سے سرک گیا اور دوسری جگہ پر جا کر جم گیا اسی طرح خلیفہ مقتدر کے زمانہ میں بھی دبتور کا ایک پہاڑ زمین کے اندر گھس گیا اور اس زمین سے پانی کا وہ طوفان نکلا کہ بستی کی بستی ڈوب گئی۔

خسف (دھنسایا جانا)

اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا میرے بعد تین خسف ہونگے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں تیسرا عرب میں۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ کیا نیک لوگوں کی موجودگی میں بھی زمین دھنس جائے گی آپ نے فرمایا ہاں جب لوگوں میں برائیاں زیادہ ہوجائیں گی تو ایسا ہوکر رہے گا (طبرانی)

چنانچہ یہ پیشین گوئی بھی صادق آچکی سلیمان بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں حاکم بخارا ابن ہبیرہ کا خط آیا کہ صبح کے وقت ایک گھڑگھڑاہٹ اور خوفناک کڑک آسمان سے آئی اسکے خوف سے عورتوں کے حمل ضائع ہوگئے لوگوں نے دیکھا کہ آسمان پر ایک بڑا شگاف نظر آیا اس شگاف سے اتنے بڑے بڑے اشخاص اترتے نظر آئے کہ ان کے سر آسمان سے اور پاؤں زمین سے ملتے تھے انہیں میں سے ایک نے چیخ کر کہا "اے زمین والو عبرت پکڑو یہ اللہ کا فرشتہ ہے عنقریب تم عذاب میں پڑو گے"۔ جب دن ہوا تو لوگ

اس جگہ گئے اور دیکھا کہ دور سے دور تک زمین دھنس گئی ہے اس کی لمبائی اور چوڑائی تاحدِ نگاہ ہے اس کے اندر سے کالا دھواں بھی نکل رہا تھا۔ اس واقعہ کی عینی شہادت چالیس آدمیوں نے بخارا کے قاضی کے سامنے دی۔

۲۰۸ھ میں تیرہ گاؤں مغرب میں دھنس گئے اور ۲۲۳ھ میں غرناطہ میں بھی خسف ہوا جس کی وجہ سے قلعے تک زمین میں دھنس گئے یا گر پڑے۔ ۳۴۶ھ میں مطیع باللہ کے عہد حکومت میں رے کے اطراف و جوانب میں زمین دھنس گئی شہر طالقان تو پورا دھنس گیا صرف تیس افراد بچ گئے باقی سب مر گئے ڈیڑھ سو گاؤں رے کے دھنس گئے تھے یہ خسف حلوان تک پہونچا وہاں بھی زمین اس طرح دھنس کر الٹ پلٹ ہوئی کہ مردوں کی ہڈیاں زمین نے نکال پھینکیں اور پانی کے چشمے ابل پڑے رے میں ایک پہاڑ پھٹ گیا اور ایک گاؤں تو آسمان اور زمین کے درمیان میں دوپہر تک لٹکا ہوا رہ کر زمین پر گرا اور دھنس گیا زمین سے بدبودار پانی اور دھواں نکلا کیا۔

۴۷۹ھ میں ایک خسف ہوا جس سے بصریٰ والے تباہ ہو گئے گاؤں دھنس گیا ۵۲۳ھ میں شہر بجرہ دھنس گیا اور وہاں سے سیاہ پانی اُبل پڑا۔

زمین کا دھنسنا صرف ان ہی پر منحصر نہیں ہے، ان کے علاوہ بھی بہت مرتبہ خسف ہوا ہے۔ چنانچہ ۱۳۰۰ھ میں بھی خسف ہوا تھا اور اس کے حالات کتابوں میں ملتے ہیں۔

مسخ (صورت بدل جانا)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت میں آخر زمانہ میں مسخ ہوگا (ترمذی)

صورتوں کے مسخ ہونے کی جو پیشین گوئی رسول ﷺ نے فرمائی تھی وہ بھی سچی ثابت ہوئی جس کے چند واقعات لکھے جاتے ہیں۔

(۱) فاطمی دور حکومت میں مصر کے کچھ لوگ مدینہ منورہ میں قبۂ عباس کے اندر جمع ہو کر عاشورہ کے دن حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و صحابہؓ پر لعن طعن کر رہے تھے اسی دوران ایک آدمی آیا اور اس نے یہ کہا کہ کوئی شخص ابو بکر کی محبت میں مجھ کو روٹی کھلا دے ایک بوڑھے آدمی نے کہا کہ چلو میرے گھر میں روٹی کھلاتا ہوں چنانچہ گھر لے جا کر اس کی زبان کاٹ کر اس کے ہاتھ میں رکھ دی۔ بوڑھے نے زبان اس لئے اس کی کاٹ دی کہ ابو بکر کا نام اس کی زبان پر آیا تھا اور بوڑھے کو ابو بکر سے سخت نفرت تھی۔ وہ بیچارہ اپنی کٹی ہوئی زبان لے کر مسجد نبوی میں حاضر ہوا رسول اللہ اور

حضرت ابوبکر و عمر پر صلوۃ و سلام پڑھ کر مسجد کے دروازے پر غمگین بیٹھ گیا اور نیند آ گئی،
خواب میں رسول اللہ نظر آئے آپ کے ساتھ ابوبکرؓ بھی تھے آپ نے ابوبکرؓ سے فرمایا
اس کی زبان تمہاری محبت میں کاٹی گئی ہے اس کی زبان لوٹا دو۔ ابوبکرؓ نے زبان
اس کے ہاتھ پر سے اُٹھا کر اس کے منہ میں رکھ دی۔ اتنے میں یہ شخص جاگ اُٹھا اور
دیکھا کہ زبان بالکل درست ہو گئی بلکہ پہلے سے بہتر ہو گئی۔ اس نے کسی کو یہ واقعہ
نہ بتایا اپنے وطن آ گیا۔ دوسرے سال پھر مدینہ گیا اور اسی قبہ میں جا کر ابوبکرؓ کی محبت
میں کچھ مانگا تو ایک نوجوان آگے بڑھا اور اسی گھر میں لے گیا جس میں پہلے اس کی زبان
کاٹی گئی تھی اب کی مرتبہ اس گھر میں اس کی بہت عزت ہوئی۔ اپنی عزت دیکھ کر اس
نے کہا کہ مجھ کو اس گھر میں پہلے رسوائی ہوئی تھی اب اتنی عزت ہوئی یہ عجیب بات
ہے۔ جوان نے حال پوچھا تو اس نے قصہ بیان کر دیا اس پر اس جوان نے ندامت
سے سر جھکا کر کہا کہ وہ ظالم بوڑھا جس نے تمہاری زبان کاٹی تھی وہ میرا باپ ہے اس
کو خدا نے بندر بنا دیا۔ اس نے پردہ اُٹھا کر دکھا دیا ایک بندر بندھا ہوا تھا۔ جوان نے
کہا کہ میں نے اپنے باپ کے مذہب و عقیدہ سے توبہ کر لی ہے تم میرے باپ کا حال
کسی سے نہ کہنا کہ اس میں بڑی رسوائی ہے۔ (تاریخ مدینہ سمہودی و آخر صواعق لابن
حجر مواہب لدنیہ للقسطلانی)

(۲) اسی طرح ۲۶۷ھ میں خلیفہ متوکل کے زمانہ میں ایک خط حلب سے آیا
اس میں درج تھا کہ ایک امام نماز پڑھا رہا تھا ایک شخص نے اس کے ساتھ بدتمیزی
کی نماز سے فراغت کے بعد اس امام نے دیکھا کہ اس بدتمیز کی شکل سور کی ہو گئی اور وہ
سور بن کر سور کے ریوڑ میں جنگل کی طرف بھاگ گیا۔

قذف (پتھراؤ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا اس اُمّت کے آخر میں قذف یعنی پتھراؤ ہوگا (ترمذی) یہ پیشین گوئی بھی صحیح ثابت ہوئی ہے۔

سنہ ۲۴۲ھ میں قریہ سویدہ پر سخت پتھر برسے ہر پتھر دس رطل کا تھا۔ اسی طرح سنہ ۲۸۵ھ میں بصرہ کے ایک گاؤں پر سفید اور سیاہ پتھر برسے ہر پتھر کا وزن ڈیڑھ سو درہم کا تھا۔ سنہ ۴۷۸ھ میں مقتدی کی خلافت کے زمانے میں بغداد میں ایک سخت کالی آندھی آئی اور اس میں ریت وغیرہ کے ساتھ پتھر بھی فضا سے برسے سنہ ۷۴۲ھ میں شہر حماۃ سے مصر میں خط آیا جس میں درج تھا کہ قصبہ بارین میں خوب پتھر برسے اور ان پتھروں کی یہ عجیب خصوصیت تھی کہ سانپ، بچھو، پرند، بکری اور انسانی شکل کے یہ پتھر معلوم ہوتے تھے اس واقعہ پر قاضی مملکت نے مہر تصدیق لگائی۔ سنہ ۱۰۶۰ھ میں کُردوں کے شہر میں آسمان سے پتھروں کی بارش ہوئی یہ پتھر انڈوں سے بھی بڑے بڑے تھے۔

آندھیاں

ترمذی میں حضرت علیؓ وابوھریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب فلاں فلاں معصیت کے کام ہوں تو پھر تم انتظار کرو سرخ آندھی، زلزلہ، خسف اور مسخ وقذف کا۔

یہ پیشین گوئی بھی ثابت ہو چکی ہے جس کو مختصراً ہم یہاں لکھتے ہیں۔

۲۳۲ھ میں متوکل کے زمانۂ حکومت میں لُو کی سخت آندھی آئی کوفہ، بغداد، بصرہ کی کھیتیاں جل کر تباہ ہو گئیں اور بشمار انسان ہلاک ہو گئے، یہ آندھی پچاس دن تک رہی اور موصل، سنجار، ہمدان تک پہونچ کر اس نے تباہی مچادی۔ بشمار جانی ومالی نقصان ہوا۔

۲۸ھ میں منصور ہی کے زمانہ حکومت میں ایک سخت آندھی آئی تین دن برآندھی رہی، آندھی کے بعد بھونچال آیا اور شہر دبیل کا اکثر حصّہ تباہ وبرباد ہو گیا۔

۲۸۵ھ میں معتضد ہی کے زمانہ حکومت میں ایک پیلی آندھی چلی اس نے بصرہ میں ہلاکت مچائی، یہ آندھی پہلے زرد تھی اس کے بعد سبز ہوگئی اور پھر سیاہ ہوگئی۔

اسی طرح مقتدی اور مستظہر کے زمانۂ حکومت میں بغداد اور مصر میں قیامت خیز گرج کے ساتھ آندھی چلی، لوگوں کو قیامت کا گمان ہوگیا۔ یہ پہلے سیاہ تھی پھر زرد ہوگئی اس آندھی میں لوگوں کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

۵۴۴ھ میں ایک سخت آندھی آئی موصل پر آگ کی بارش ہوئی بیشمار مخلوق جل کر ہلاک ہوگئی اور عراق میں ایسے بچھو برسے جو اڑ اڑ کر لوگوں کو کاٹتے بہت سے لوگ تباہ ہوئے (ابن حجلہ)

۵۹۶ھ میں مکہ مکرمہ سے ایک کالی بھورے رنگ کی آندھی چلی یہ اتنی ہمہ گیر تھی کہ دنیا میں اندھیرا چھا گیا اس سے سرخ ریت کی بارش ہوئی اسی آندھی میں کعبہ کے رکن یمانی کا ایک حصہ ٹوٹ گیا تھا۔

۸۲۶ھ میں اشرف برسبائی کے زمانے میں سرخ آندھی آئی سورج روشن تھا مگر سارا افق اس آندھی سے لال ہوگیا لوگ ڈر گئے کہ شاید یہ آگ لگ گئی ہے جب شام کو سرخی ڈوب گئی اور رات آگئی تو ایک جھونکا آیا مگر آندھی زمین و آسمان کے درمیان معلق رہی اگر زمین تک پہونچتی تو نہ معلوم کتنی تباہی آتی دوسرے دن عصر تک یہ آندھی رہی اس منظر کو دیکھ کر لوگوں کا یہ حال تھا کہ چلا چلا کر دعائیں کرتے اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے تھے۔ اس آندھی میں قوی ہیکل اہرام وغیرہ بھی چھپ گئے وہ تو خدا کا کرم ہوا کہ بارش ہوگئی جس سے یہ مصیبت دور ہوگئی پھر بھی کافی نقصان ہوا غلہ تباہ ہوا اور گرانی پیدا ہوگئی (ابن حجر فی ابناء الغمر)

زلزلے

زلزلوں کی کثرت کو بھی پیشین گوئی کے طور پر رسول اللہؐ نے بیان فرمایا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت آنے سے قبل علم اٹھا لیا جائے گا زلزلے بہت آئیں گے اوقات اور ایام مختصر و قریب قریب ہو جائیں گے اور فتنے بہت ظاہر ہونگے (بخاری و ابن ماجہ)

عروہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا میری امت میں بھونچال ہو گا تیس ہزار آدمی اس میں ہلاک ہو جائیں گے یہ زلزلہ متقیوں اور مومنوں کے لئے عبرت و رحمت کا باعث ہو گا اور کافروں کے حق میں عذاب ہو گا (ابن عساکر)

چنانچہ یہ پیشین گوئی بھی صحیح ثابت ہو چکی اور اس کی مختصر سرگزشت ہم یہاں لکھتے ہیں۔

۲۳۲ھ میں بزمانہ متوکل دمشق میں ایک خوفناک زلزلہ آیا مکانات ڈھیر ہو گئے اور کثیر مخلوق دب کر ہلاک ہو گئی یہ زلزلہ محدود نہ رہا بلکہ انطاکیہ اور جزیرہ تک پہونچا اور

ان کی آبادیوں کو تہ و بالا کر دیا اور موصل میں اس زلزلے سے پچاس ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔
۲۴۲ھ میں ایک ہولناک زلزلہ آیا یہ زلزلہ بھی محدود نہ رہا بلکہ تیونیسیا، رے، خراسان نیشاپور اور طبرستان واصفہان تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس زلزلے سے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور زمین میں اتنے بڑے بڑے تنگاف پڑ گئے کہ آدمی اس میں سما جائیں۔
۲۴۵ھ میں بہت سے زلزلے آئے وران زلزلوں میں کتنے شہر تباہ و برباد ہو گئے، جھٹکے اتنے زور کے تھے کہ مضبوط قلعے ٹوٹ گئے پل پھٹ گئے۔ نطاکیہ کا ایک پہاڑ ٹوٹ کر دریا میں گر گیا۔
۲۸۰ھ میں بزمانۂ معتضد دبیل میں ایک بلاخیز بھونچال آیا شہر کا بیشتر حصہ مسمار ہو گیا جانیں اتنی ضائع ہوئیں کہ ڈیڑھ لاکھ انسانوں کی لاشیں ڈھیروں کے نیچے سے نکالی گئیں۔
۴۶۰ھ میں ایک زبردست زلزلہ آیا سرزمین رملہ میں بڑی تباہی آئی دریا اپنی جگہ سے کئی میل دور ہٹ کر بہتے لگا کنویں ابل کر زمین سے اوپر بہنے لگے لوگ دریا میں مچھلیاں پکڑنے گئے تھے سب کے سب اچانک پانی ابلنے کے سبب غرق ہو گئے اس زلزلے سے پچیس ہزار انسان ہلاک ہوئے۔
۴۷۵ھ میں ایک زلزلہ آیا جس نے بغداد کے در و دیوار کو ہلا دیا لوگوں میں کھلبلی مچ گئی، مقام حلوان کا ایک پہاڑ پھٹ گیا۔
۵۴۷ھ میں ایک ایسا عظیم زلزلہ آیا کہ مصر شام اور جزیرہ میں تباہی آگئی بہت سے مکانات اور عظیم الشان قلعے زمین میں دھنس گئے بے شمار جانیں ضائع ہوئیں۔
۵۵۲ھ میں شام، حلب، انطاکیہ، نیز از وطرابلس میں بڑے بڑے زلزلے

آئے اور خلق کثیر تباہ ہو گئی حماۃ کا واقعہ ہے کہ ایک مدرس اپنے مدرسہ سے پڑھاتے
پڑھاتے اُٹھ کر کسی ضرورت سے چلے گئے جب واپس آئے تو دیکھا مدرسہ کی عمارت
گری پڑی ہے اور تمام لڑکے اس کے نیچے دب کر ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور ان مرے
ہوئے لڑکوں کے والدین بھی خبر گیری کے لئے نہ آسکے کیونکہ ہر ایک کے والدین بھی
اپنے اپنے گھروں میں اسی زلزلہ سے ہلاک ہو چکے تھے۔ تبریز بہت بڑا شہر تھا مگر
اس کی پوری آبادی تباہ ہو گئی صرف ایک عورت اور ایک غلام زندہ بچے تھے۔ حران
میں ایک قلعہ پھٹ گیا، دار قبہ میں زمین پھٹ گئی تو دیکھا گیا کہ اندر پانی میں ایک بت
کھڑا ہوا ہے۔ بیروت و طرابلس وغیرہ کے سارے قلعے مسمار ہو گئے دریا دور تک پھٹ
گیا اور کشتیوں کو کنارے پھینک دیا اس زلزلہ کی وجہ سے پانی اتنا نکلا کہ مشرق سے
مغرب تک پانی پھیل گیا اس واقعہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ آدمی ہلاک ہو گئے (مرآۃ الزمان)

۶۶۲ھ میں مصر میں ایک زلزلہ ایسا آیا کہ مصر کو ہلا کر رکھ دیا بہت تباہی آئی۔

۹۲۲ھ میں ارزیکان میں زلزلہ آیا اور اتنی تباہی آئی کہ مرنے والوں کا اندازہ
بھی لگانا مشکل ہے، یہ تو وہ زلزلے ہیں جن کی ہولناکی کی وجہ سے مورخین نے اپنی
کتابوں میں درج کیا ہے ان کے علاوہ جو بیشمار چھوٹے چھوٹے زلزلے آئے جن میں
بہت سی جانیں ضائع ہوئیں وہ اگرچہ مرنے والوں کے لئے بڑی تباہی ثابت
ہوئی مگر مورخین نے ان کو ذکر نہیں کیا ہے کیونکہ ان کا اثر محدود تھا۔

ایک مشہور مقولہ ہے من مات فقد قامت قیامتہ جو شخص مر گیا تو سمجھو کہ اس
کے واسطے قیامت آ گئی۔ اس مقولہ کی رو سے جو لوگ چھوٹے چھوٹے زلزلوں میں
تباہ ہوئے یہ زلزلے ان کے حق میں علامت قیامت ثابت ہوئے اس لئے اب

تک جوزلزلے آتے رہے ہیں وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کی صداقت پر دلیل وحجت ہیں اور ظہور قیامت کی علامت۔ چھوٹے چھوٹے زلزلے اتنے زیادہ رونما ہوئے کہ ہم اس کو شمار بھی نہیں کر سکتے۔ اور آخر میں ایسے ایسے زلزلے آئے کہ اگر گذشتہ زلزلوں کے حالات لکھنے والے مورخین کے زمانے میں یہ ہوتے تو یقیناً ان بعد کے زلزلوں کو بھی وہ اپنی کتاب میں ضرور جگہ دیتے۔ مثلاً بہار کا زلزلہ آج سے بائیس سال قبل اتنا بڑا تھا کہ ہزاروں تباہ ہوئے تھے۔

مکہ کی بربادی

رسول اللہؐ نے قیامت سے پہلے مکہؐ کی بربادی کے متعلق بھی پیشین گوئی فرمادی تھی چنانچہ بعض واقعات ہوچکے اور بعض واقعات آئندہ ہوکر رہیں گے۔

یزید نے مکہؐ کو اپنے زمانۂ حکومت میں اپنا مطیع بنانے کے لئے تباہ کیا بڑی لشکر کشی ہوئی اور مکہ میں تباہی آئی۔ اس کے بعد عبدالملک بن مروان کے زمانۂ حکومت میں حجّاج بن یوسف ثقفی نے مکہ پر چڑھائی کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر حجاز والوں نے بیعت کرلی تھی، حجاج نے چڑھائی کی اور اس بیدردی سے حملہ کیا کہ کعبہ بھی شہید ہوگیا تھا مکہ میں بڑی تباہی آئی بہت سے لوگ مارے گئے حجّاج نے مکہ والوں کی گردنوں پر ذلت کی مہر لگائی چنانچہ رسول اللہؐ کے خادم حضرت انسؓ کی گردن پر بھی حجّاج نے مہر لگائی تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اسی ہنگامہ میں زخمی ہوکر فوت ہوئے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو تو اس بیدردی سے شہید کیا گیا کہ شہادت کے بعد ان کی لاش شارعِ عام پر تشہیر و تذلیل کے لئے لٹکادی گئی۔

ان کی شہادت کا واقعہ بڑا دلدوز اور اس کی تفصیل بڑی ہی لرزہ خیز ہے اسلئے ہم درگزر کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ایک حبشی ذوالسویقتین مکہ کو تباہ کردے گا اور کعبہ کو ڈھا دے گا ایک ایک پتھر کعبہ کا اکھاڑ پھینکے گا"۔ تو یہ پیشین گوئی امام مہدیؑ کے ظاہر ہونے سے پہلے پوری ہوگی۔

حقیقت یہ ہے کہ جو مقدس شہر اس لئے آباد کیا گیا تھا کہ وہاں سے اللہ کی وحدانیت کا ڈنکا سارے عالم میں بجایا جائے جب وہ سرزمین تباہ ہوجائے گی اور اس کا مقدس گھر جو خدائے واحد کی بندگی کے لئے بنایا گیا تھا جب مسمار ہوجائے گا تو پھر دنیا میں کیا چیز رہ گئی کہ ڈھیل دی جائے، اس تباہی کے بعد تو قیامت ہی آنی ہے کیونکہ مکہ اور کعبہ کی تباہی کے بعد دنیا کا باقی رکھنا مصلحتِ خداوندی کے خلاف ہے۔

راہ حج کا مسدود ہونا

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ آئے گی تاوقتیکہ بیت اللہ شریف کا حج بند نہ ہو جائے (حاکم، بزار، ابو یعلی، ابن حبان)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قیامت نہ آئے گی تاوقتیکہ حجر اسود نہ اٹھا لیا جائے۔ (سنجری)

رسول اللہ کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہو چکی جس کی تھوڑی تفصیل یہ ہے

۳۲۰ھ سے ۳۲۷ھ تک قرامطہ نے اتنا فتنہ برپا کیا کہ حج کے لئے جانا بند ہو گیا کیونکہ الوطاہر قرمطی نے مکہ کو برباد کرنے کی ٹھانی چنانچہ بہت کچھ برباد کیا جب دور دور تک بربادی کی خبر پہونچی تو لوگ حج کے لئے سفر کرنے سے رک گئے

۳۴۹ھ میں مصر کے حاجی ایک وادی میں ٹھہرے اچانک ایک سیلاب آیا اور تمام حاجیوں کو بہا کر دریا میں ڈال دیا سب تباہ ہو گئے کسی نے بھی حج نہ کیا۔

۳۵۵ھ میں مصریوں کا حج بند ہو گیا واقعہ یہ ہوا کہ مصر کے حاجی بغرض حج بیس ہزار اونٹوں کے ساتھ اپنا مال و متاع لئے ہوئے چلے راستہ میں بنو سلیم نے ان پر دھاوا بول دیا تمام سامان چھین لیا اور حاجیوں کو بے سر و سامان جنگل میں چھوڑ دیا آخر سب حاجی تڑپ تڑپ کر جنگل میں مر گئے کیونکہ ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز بھی باقی نہ بچی تھی۔

۳۶۳ھ میں بنو ہلال کے ساتھ بہت سے عرب مل کر حاجیوں کو تباہ کرنے نکلے بے شمار حاجیوں کو قتل کر کے سب مال چھین لیا جو بچ رہے تھے وہ ڈر کی وجہ سے حج سے باز آئے اس سال حج بند ہو گیا اور اللہ کے مقدس گھر کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔

۳۸۴ھ میں اُصیفر اعرابی نے فتنہ برپا کیا عراق و شام کے حاجی سفر کے لئے نکل چکے تھے مگر جب فتنہ و فساد کی خبر پہونچی تو سب واپس ہو گئے اس سال بھی کسی نے حج نہ کیا۔ صرف مصر کے کچھ لوگوں کو حج نصیب ہوا۔

۳۹۲ھ میں عربوں نے فساد برپا کیا جس کے سبب بغداد، بلاد شرق سے کوئی بھی حج کے لئے نہ جا سکا صرف کچھ عربوں نے حج کیا۔ اس کے بعد ۳۹۳ھ میں کسی نے بھی حج نہ کیا کیونکہ فساد کے شعلے اس زور کے بھڑکے کہ کسی کی ہمت نہ ہوئی

۳۹۷ھ، ۴۰۷ھ، ۴۰۸ھ اور ۴۲۷ھ میں سوائے مصریوں کے دنیا کے کسی حاجی کو حج نصیب نہ ہوا کیونکہ اعراب نے راستوں میں شورش پھیلا رکھی تھی۔

۴۲۸ھ میں حج کی راہوں میں اتنے خطرات پیدا کر دیئے گئے کہ مشرق و مغرب سے ایک فرد بھی حج کو نہ جا سکا ہاں خراسان کے کچھ حاجی دریائی سفر کی مصیبتیں

جھیل کر مکہ پہونچے اور انہوں نے جان کی بازی لگا کر حج کا فریضہ ادا کیا۔

سنہ ۴۳۳ھ میں تمام ممالک کے مسلمانوں کا حج بند ہو گیا اور یہ سلسلہ سات سال تک رہا یعنی سنہ ۴۴۰ھ تک کسی کو حج نصیب نہ ہوا صرف مصریوں نے حج کیا۔ (حسن المحاضرہ سیوطی)

سنہ ۸۰۳ھ سے لگاتار تین سال تک کوئی حاجی شام کی راہ سے نہ آسکا کیونکہ تیمور لنگ شام کے اطراف میں فساد برپا کر رہا تھا۔

مقتدر کے زمانۂ حکومت میں منصور دیلمی کے ساتھ حج کو گئے ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ کو ابوطاہر قرمطی قہر بن کر آ پڑا اور عین مسجد حرام میں حاجیوں کو قتل کیا ان کی لاشوں کو چاہ زمزم میں ڈال دیا اور حجر اسود کو کلہاڑی سے مار مار کر اکھاڑ ڈالا یہی نہیں بلکہ حجر اسود کو اپنے ساتھ لے گیا، بیس برس تک حجر اسود قرامطہ کے پاس رہا اہل مکہ پچاس اشرفیاں دیتے رہے مگر اس نے واپس نہ دیا جب بیس برس کے بعد مطیع کا زمانۂ حکومت آیا تو حجر اسود واپس ملا۔ حجر اسود کے متعلق یہ مشہور ہے کہ یہ اللہ کا یمین (دایاں ہاتھ ہے) اس کو اکھاڑ کرلے جانا خدا کے لئے غصہ کا باعث ہوا چنانچہ اس کو لے جاتے ہوئے چالیس اونٹ یکے بعد دیگرے ہلاک ہو گئے اور جب واپس لانے لگے تو صرف ایک دبلی پتلی اونٹنی حجر اسود کو مکہ تک لے آئی۔

محمد بن ربیع نے آنکھوں دیکھا حال بیان کیا کہ میں مکہ میں موجود تھا قرامطہ آئے اور ایک آدمی میزاب اکھیڑنے کے لئے بڑھا مجھے یہ دیکھ کر صبر نہ ہوا بے بسی تھی اس لئے خدائے قہار سے دعائیں کرنے لگا کہ "اے رب تیرا حلم و برداشت

بہت بڑا ہے" یہ دعا کرنی تھی کہ وہ شخص فوراً سر کے بل گر کر مر گیا۔ ابوطاہر قرمطی نے منبر پر چڑھ کر خدا کی بزرگی کے ساتھ اپنی عظمت کا دعویٰ کیا اس کے بعد اس کا حال یہ ہوا کہ چیچک سے اس کا بدن چھلنی ہو گیا اور کچھ ہی دنوں بعد وہ اسی عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گیا۔

محمد بن نافع کا بیان ہے کہ میں نے حجر اسود کو اکھیڑنے کے بعد دیکھا کہ اس کا سر صرف سیاہ تھا باقی پورا کا پورا سفید تھا بازو کی ہڈی کی برابر اس کی لمبائی تھی۔

یہ تو بہت پہلے کے واقعات ہیں بعد کے زمانہ میں بھی ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء سے پہلے جب کہ شریفی خاندان کا مکہ پر اقتدار تھا اس وقت اتنی بدامنی تھی کہ حاجی لوگ مکہ کی طرف رخ کرتے ہوئے لرزتے تھے، لوٹ مار، قتل وغارت کا بازار گرم تھا دن دھاڑے حاجیوں کو قتل کر کے ان کا مال لوٹ لیا جاتا تھا۔ "کعبہ" جس کو امن کا گھر کہا گیا تھا وہ بدامنی کا مرکز ہو گیا تھا یہی نہیں بلکہ وہاں غیر ملکی انگریزوں کا تسلط ہو رہا تھا بہت سے ممالک سے حاجی آتے بند ہو گئے تھے لیکن اللہ نے اس ظلم و تباہی کے دور کو ۱۹۲۴ء میں ختم کر دیا اور خاندان سعود کے ایک فرد سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل مسعود (موجودہ سلطان سعود الاول کے پدر بزرگوار) صرف سترہ آدمیوں کو لے کر مکہ کی طرف بڑھے۔ یہ رحمت کی بارش تھی جو کہ مکہ کے حال پر رحم کھا کر متوجہ ہوئی تھی شریفی خاندان سے اقتدار چھن گیا اور اس کے بعد ہی پورے حجاز میں امن و سلامتی کا بول بالا ہوا قتل و غارت ختم ہوئی

شریعت اسلامی پر عمل شروع ہوا اب حال یہ ہوا کہ راستہ پر خزانہ رکھ کر کہیں بھی چلے جاتے واپس آ کر دیکھتے تو جوں کا توں موجود ملتا۔ امیر و غریب سب کو جرم کی ایک سی سزا ملتی یہ حال حجاز مقدس کا اللہ کے فضل سے آج تک باقی ہے ہر سال ہر ملک سے بے شمار حاجی جاتے ہیں اور بے فکر ہو کر فریضۂ حج ادا کرتے ہیں شریفی حکومت اور سعودی حکومت میں جو فرق ہے اس کو میں نے اس طرح منظوم کیا ہے، دونوں کے حالات الگ الگ منظوم کئے گئے ہیں۔

شریفی دورِ حکومت

شریفی دور کے مت پوچھ ہیں پُر درد افسانے
کوئی مارا گیا سجدے میں اور کوئی تشہد میں

کوئی دامن سے الجھا، تیغِ رہزن سے کٹے شانے
کوئی پیشاب کو بیٹھا وہیں اس کی قضا آئی

گماں ہوتا حرم سے چھین لی حرمت بھی مولا نے
پیامِ موت ہر سنگِ کفِ بدوی بطحا تھا

جرائم سن کے یورپ بھی لگا تھا جس سے شرمانے
مقدس سرزمیں کا نام لینا روح فرسا تھا

چلا تھا بابلِ نمرود پھر تاریخ دہرانے
دبوچے ہر گھڑی حق گو کو دہشت کا شکنجہ تھا

کہ حاکم مجرموں کی سرپرستی میں تھے دیوانے
کبھی نا ممکن مل سکتا نہ حقداروں کو حق اپنا

اٹھایا مال، گھر کو لے چلا گاتے ہوئے گانے
عدالت میں لٹا مال کے مالک سے لڑ بھڑ کر

جہالت جس جگہ پہلے مٹی تھی پھر لگی چھانے
رواجِ معصیت اسلام سے پہلے کا پھر آیا

کہ وحدت کا یہ پہلا گھر لگا وحدت سے شرمانے
مزاروں، مقبروں کی گرم بازاری کا یہ عالم

سعودی دورِ حکومت

مگر منظورِ حق تھی روشنی اک بار پھیلانی — چلی پھر رحمتِ حق حالِ مکّہ پر ترس کھانے

ریاضؔ[عـہ] اٹھارہ سو اسی میں اک پیغام بر لایا — شبِ تاریک کو دن کر دیا ایک ماہ سیمانے

عبادت میں جلاوت میں دیانت میں العدتیں — تفوّق جس کا مانا دیر نے، زہدِ کلیسا نے

جو خود "اللہ کا ادنیٰ غلام" اپنے کو لکھتا تھا — مگر جوشِ محبّت میں کہا سلطان دنیا نے

جرائم اور مظالم جو شریفی دور میں آئے — سعودی دور جب آیا لگے ہیبت سے کترانے

کسی کی کج نگاہی کا کوئی شکوہ اگر لایا — قلمدانِ عدالت لگ گیا فوراً ہی تھرّانے

جنازہ قاتل و مقتول کا اک ساتھ اب نکلا — اگرچہ لاکھ دکھلائے ورم قاتل کے دستانے

نظر بھر کے بھی کوئی اب نہ دیکھے کیا ہی کس کا، — گلی میں سیم و زر رکھ کر گئے پیشاب یا خانے

کٹے جج جس نے دونوں کی حکومت میں ایسے لاؤ — سعودی دورِ استخلاف کی عظمت وہی جانے

عـہ ۱۸۸۰ء میں سلطان عبدالعزیز رح کی پیدائش ریاض میں ہوئی جنھوں نے شریفی مظالم سے حجاز کو نجات دلائی ۱۲ م

عربوں کی ہلاکت

طلحہ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا قرب قیامت کی نشانیوں میں سے عربوں کا ہلاک ہونا ہے (ترمذی)

یعنی انکے ہاتھ سے ملک کا نکل جانا قیامت کی نشانی ہے۔ یہ پیشین گوئی بھی صحیح ثابت ہوئی جس کا ثبوت مندرجہ ذیل باتوں میں ملتا ہے۔

مقتدی کی خلافت کے زمانہ میں سارے جزیرۂ صقلیہ پر فرنگی غالب آگئے اور اتنی تباہی مچائی کہ بیشمار عربوں کو قتل کیا اور ان کے اہل وعیال کو قید کرلیا۔ یہ بربادی اتنی بڑی تھی کہ عالم اسلام کے حسّاس دل اس کے تصوّر سے رو رو دیا کرتے ہیں تقریباً ایک ہزار برس بعد جب اس جزیرۂ صقلیہ کے ساحل سے علامّہ اقبال کا گزر ہوا تو اس وقت بھی غم تازہ ہوگیا اور صقلیہ کے ماضی پر بیقرار ہوکر آنسو بہانا ہی پڑا چنانچہ اقبال مرحوم صقلیہ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں۔

نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر
داغ رویا خون کے آنسو جہان آباد پر
آسماں نے دولتِ غرناطہ جب برباد کی
ابنِ بدروں کے دلِ ناشاد نے فریاد کی
غم نصیب اقبال کو بخشا گیا ماتم ترا
چن لیا تقدیر نے وہ دل کہ تھا محرم ترا

پھر معتمد کے زمانۂ حکومت میں بصرہ کے علاقہ پر زنگیوں کا غلبہ ہوا، یہ وہی زنگی ہیں جن کو خوارج کہا جاتا ہے جن سے حضرت علیؓ خلیفۂ چہارم نے سخت جنگ کی تھی معتمد کے زمانہ سے لیکر ایک طویل عرصہ تک زنگیوں سے مسلمانوں کی جنگ رہی۔ صولی کا بیان ہے کہ اس لڑائی میں مجموعی طور پر ڈیڑھ کروڑ آدمی قتل ہوئے بصرہ میں ایک ہی دن میں تین لاکھ آدمی مارے گئے۔ زنگیوں نے ایک منبر بنایا تھا اس پر چڑھ کر حضرات عثمان و علی و معاویہ و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا کرتے تھے۔ انہوں نے خاندان رسالت کی اتنی توہین کی کہ ایک ایک سیدہ دو تین درم پر فروخت کی اور ایک ایک فرد کے پاس خدمت کرنے کے لئے دس دس سیدہ رہا کرتی تھیں۔ انہوں نے عربوں کو بہت ہلاک کیا اور ان کی عزت کو خاک میں ملا کر تاریخ کے صفحات میں خود اپنی صورت سیاہ کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔

بیت المقدس کی فتح

حضرت عوف بن مالک رضؓ سے مروی ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے چھ باتوں کی پیشین گوئی فرمائی ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی صادق آئی اور بیت المقدس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ حضرت عبیدہ بن جراح لشکر اسلامی کے سپہ سالار تھے جب قلعہ کا محاصرہ کیا گیا تو قلعہ کے ایک بڑے پادری نے حضرت عبید سے کہا کہ ہماری کتابوں میں بیت المقدس فتح کرنے والے کا جو حلیہ لکھا ہے وہ تم سے نہیں ملتا اس لئے جب وہ شخص آئے گا تو ہم قلعہ کا دروازہ کھول دیں گے۔

چنانچہ جب حضرت عمرؓ بیت المقدس میں تشریف لائے تو ان کی شکل دیکھ کر پادری نے کہا کہ ہاں یہی وہ شخص ہے جس کی بابت ہماری کتابوں میں بیت المقدس کا فاتح لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے قلعہ کی کنجیاں آپ کے حوالے کر دیں اور بیت المقدس میں

مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

اس کے بعد انقلابات زمانہ نے بیت المقدس کو پھر غیروں کے ہاتھ میں دے دیا لیکن پھر اللہ کی مدد ہوئی اور رسول اللہ صلعم کی پیشین گوئی دوسری بار صادق آئی کہ سلطان صلاح الدین کے ہاتھ پر بیت المقدس پھر فتح ہوا اس فتح سے دنیائے اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بدقسمتی سے سلطان کی اولاد نے پھر بیت المقدس کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا تھا مگر خدا کی رحمت پھر متوجہ ہوئی اور سلطان کے پوتے داؤد نے پھر فتح کر لیا۔

مصر کی فتح

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر تم مصر کو فتح کرو گے یاد رکھنا جب تم مصر کو فتح کر لینا تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا کیونکہ اہل مصر کے ساتھ ہماری رشتہ داری ہے اور جب تم دیکھو کر دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ کے بارے میں لڑائی کر رہے ہوں تو تم وہاں سے نکل بھاگنا (مسلم)

زبان رسالت سے نکلا ہوا یہ فرمان صادق آیا چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں مصر فتح ہوا اور ابوذر کا خود بیان ہے کہ میں نے شرحبیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو دیکھا تھا کہ ایک اینٹ کی جگہ کے بارے میں لڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر میں فوراً مصر سے نکل آیا کیونکہ رسول اللہؐ کے فرمان کا مقصد یہ تھا کہ جس سرزمین میں ایک اینٹ کی جگہ جیسی حقیر چیز کے لئے لڑائی جھگڑا ہونے لگے تو وہ سرزمین بڑی ہی فتنہ خیز ہو گی۔ اس زمین سے ابوذرؓ کو بچانے کے لئے رسول اللہ

نے ہدایت فرمائی تھی۔

مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے حضورؐ کی خدمت میں ماریہ قبطیہ کو بھیجا تھا تاکہ ان کو آپ ازدواج مطہرات میں داخل کر لیں چنانچہ حضرت ماریہ رسول اللہؐ کی بیوی بنیں اور ان سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے، نیز حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہ بھی مصر کی تھیں اور عرب کے لوگ حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہیں۔ ان دونوں وجہوں سے آپ نے مصر والوں کو اپنا رشتہ دار بنا کر مصر والوں کو امان دیدی۔

بہر حال اس پیشین گوئی کا حرف حرف صادق آیا مصر بھی فتح ہوا اور دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے بھی پائے گئے۔

ملک فارس کی فتح

حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کی ایک جماعت شاہ فارس کے اس خزانہ پر جو ایک سفید کوشک میں ہے قابض ہو گی (مسلم)

یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ حکومت میں حضرت سعد بن وقاصؓ کی قیادت میں کسریٰ کی مملکت فارس فتح ہوئی اور وہ خزانہ بھی ہاتھ آیا۔

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالکؓ سے فرمایا، "سراقہ! کیا حال ہوگا جب تم کو کسریٰ شاہ فارس کے دونوں کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے؟"

چنانچہ یہ پیشین گوئی بھی فتح فارس کے وقت پوری ہوئی، جب عمرؓ کے زمانہ میں فارس فتح ہوا تو کسریٰ کے دونوں کنگن حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش

کئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے وہ کنگن دیکھ کر سراقہ بن مالک کو بلایا اور دونوں کنگن ان کے ہاتھوں میں عارضی طور پر پہنا دیئے تاکہ خبرِ رسول کی تصدیق عملاً مشاہدہ میں آجائے، اور اس وقت حضرت عمرؓ نے سراقہ کے ہاتھوں کو اونچا اٹھا کر لوگوں میں اعلان کر دیا اور فرمایا کہ اُس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے کسریٰ سے یہ دونوں کنگن چھین کر سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں پہنا دیا۔

فتح فارس کی پیشین گوئی ایک کلّی پیشین گوئی تھی مگر کوشک کے خزانہ اور کنگن کی پیشین گوئی ایک عجیب جزئی پیشین گوئی تھی جس کا صادق آنا مخبرِ رسول و نبی ہونے کی دلیل ہے۔

جنگ قسطنطنیہ

حضرت امّ حرام رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے گھر آرام فرما رہے تھے اچانک خواب سے مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے میں نے مسکرانے کا سبب پوچھا تو فرمایا میں نے دیکھا کہ میری امّت کے لوگ اس طرح جہاز پر سوار ہو کر جہاد کرتے ہیں جیسے بادشاہ اپنے تخت پر متمکّن ہوتا ہے۔ جو لشکر دریائی سفرِ جہاد کے لئے اختیار کرے گا اس پر جنّت واجب ہو گئی میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں بھی ان غازیوں میں شریک ہوں گی؟ آپ نے فرمایا ہاں تو بھی ان میں رہے گی۔ اس کے بعد پھر آنحضورؐ نے آرام فرمایا۔ پھر ہنستے ہوئے خواب سے بیدار ہوئے میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا جو لشکر اوّل اوّل بادشاہ قسطنطنیہ سے جنگ کرے گا اس کے گناہ معاف ہوئے۔ میں نے کہا یارسول اللہ کیا میں بھی ان مجاہدوں میں سے ہوں گی؟ آپ نے فرمایا تو ان میں نہیں ہو گی تو پہلے گروہ میں سے ہو گی (بخاری شریف)

اس روایت میں تین پیشین گوئیاں ہیں (۱) سمندری راہ سے جہاد کرنے کی۔ (۲) امّ حرامؓ کے شریک ہونے کی (۳) روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ پر جہاد کرنے کی، پہلی پیشین گوئی حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں صادق آئی کہ حضرت معاویہؓ کے اہتمام سے لشکرِ اسلامی نے دریائے شور کا سفر کیا اور مسلمان سمندری راہ سے جہاد پر گئے۔ دوسری بھی صادق آئی کہ اس سفرِ جہاد میں امّ حرامؓ بھی شریک تھیں اور اسی سفر میں ایک گھوڑے سے گر کر ان کا انتقال ہوا۔ اور تیسری بھی صادق آکر رہی کہ قسطنطنیہ پر مسلمانوں نے چڑھائی کی اور اس کا واقعہ تاریخوں میں بہت مشہور ہے۔ قسطنطنیہ کی ایک دوسری جنگ کا ذکر بھی خبرِ رسولؐ سے ملتا ہے اس کو ملحمۂ کبریٰ کہتے ہیں یہ جنگ آئندہ زمانہ میں ہوگی۔

خلافت راشدہ کی مدّت

حضرت سفینہؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس برس تک خلافت راشدہ رہے گی اس کے بعد بادشاہت اور سخت گیر ملوکیت آجائے گی۔ (ترمذی، ابوداؤد)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی بھی بالکل صادق آئی کہ تیس سال تک خلافت رہی جس میں عدل وانصاف کا دور دورہ رہا اس کے بعد ظلم وجور کی بادشاہت آگئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سوا دو سال رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چھ سال رہی۔ بعض علماء نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ کو بھی اسی میں شامل کیا ہے اس طرح تیس سال پورے ہو جاتے ہیں اس مدت کے بعد رسول اللہؐ کی خبر کے مطابق مروانیوں کے ہاتھ میں حکومت آئی اور نبوت کے راستہ سے مسلمانوں کے حاکم ہٹ گئے اور آپس میں فساد برپا ہونے لگا ظلم وجبر کا دور دورہ ہو گیا۔

عمر بن عبدالعزیز رح کی خلافت

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تک اللہ چاہے گا تم میں نبوت رہے گی پھر اس نبوت کو اللہ اٹھالے گا۔ اس کے بعد خلافت ہوگی جو نبوت کے طریقہ پر ہوگی جب تک اللہ چاہے گا خلافت رہیگی پھر اس کو بھی اٹھالے گا اس کے بعد جبر و زبردستی کی حکومت ہوگی جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی پھر اس کو بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت ہوگی نبوت کے طرز پر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سکوت فرمایا۔ (دلائل النبوۃ و مسند احمد)

اس روایت میں بادشاہت و سخت گیر ملوکیت کے بعد جس خلافت کی خوشخبری رسول اللہ ﷺ نے دی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی اس خلافت سے مراد حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کی خلافت ہے چنانچہ اس حدیث کے ایک راوی حبیب ہیں انہوں نے اس خلافت سے عمر بن عبدالعزیز ہی کی خلافت مراد لی بلکہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں یہ حدیث لکھ بھیجی اور یہ بھی لکھ دیا کہ اس پیشین گوئی

کے مصداق آپ ہی ہیں۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کے جو حالات سیرت و تاریخ کی کتابوں میں ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد آنے والی بادشاہت نے تاریکی پھیلا رکھی تھی، ظلم و زیادتی، فسق و بدعملی اور بے انصافی کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی ایسے میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا ستارہ چمکا اور تمام تاریکیاں دور ہو گئیں، امیر و غریب، آقا و غلام سب انصاف کی نظر میں ایک ہوئے، آپ کی حکومت و خلافت کے زمانے کے بہت سے واقعات ہیں۔ خاندان شاہی نے رعایا کی زمین غصب کر رکھی تھی اس زمین کو عمر بن عبدالعزیز نے اہل حق کی طرف لوٹا دیا، فسق و فجور پر خلافت و شریعت کی روشنی میں سختی سے سخت سزا دی۔ ذمیوں کے ساتھ ہونے والی بے انصافی کو ختم کیا۔ آپ کے کارنامے خدا کو بہت پسند آئے چنانچہ جب آپ کا انتقال ہونے لگا تو غیب سے ایک آواز آئی جنّت کی بشارت دیتا ہوا یہ آیت کوئی پڑھ رہا تھا۔ تلک الدار الآخرۃ نجعلها للذین لایریدون علواً فی الارض ولافساداً والعاقبۃ للمتقین اور جب آپ کی میّت قبر میں اتاری گئی تو ایک رقعہ کہیں سے اڑ کر آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا

"عمر بن عبدالعزیز کے لئے اللہ کی طرف سے نجات کی خوشخبری ہو"

بنو امیہ کا خطیب منبر پر چڑھ کر آلِ رسول پر لعن طعن کیا کرتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خطبہ سے وہ جملے حذف کر کے ان کی جگہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر کا اضافہ فرما دیا جسے آجتک خطیب پڑھا کرتے ہیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کی وفات

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہؔ میں سخت بیمار ہو گیا رسول اللہؐ میری عیادت کو تشریف لائے۔ سعدؓ سمجھتے تھے کہ اس بیماری میں ان کا انتقال ہو جائے گا چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری وارث صرف ایک بیٹی ہے کیا میں اپنے مال کے دو حصّے کی وصیت کر جاؤں؟ آنحضورؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں اپنا نصف مال خیرات کرنے کے لئے وصیت کر جاؤں؟ آنحضورؐ نے پھر انکار فرمایا۔ سعد نے پھر عرض کیا کہ اچھّا ایک تہائی کی وصیّت کر دوں؟ حضورؐ نے فرمایا اچھّا اتنا کر دو اگرچہ یہ بھی بہت ہے۔ اس کے بعد رسول اللہؐ نے پیشین گوئی فرمائی کہ تم اس مرض میں نہیں مرو گے تم ابھی زندہ رہو گے بہت لوگوں کو تم سے فائدہ پہونچے گا اور بہت لوگوں کو تم سے ضرر پہونچے گا۔ (مسلم)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی حضرت سعد بن وقاصؓ

اس مرض سے شفا پا گئے اور تقریباً پچاس برس اور زندہ رہے اور ان سے مسلمانوں کو بڑا نفع پہنچا اور مجوسیوں کو ان سے سخت ضرر پہونچا، چنانچہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضؓ ہی کی حسن تدبیر کا نتیجہ ہے کہ فارس کی لڑائی میں اسلامی لشکر کو کامیابی ہوئی سپہ سالار رستم مارا گیا۔ مجوس کا دارالحکومت شہر مدائن مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اسی فتح نے شیروانیوں کی سلطنت کو قیامت تک کے لئے ختم کر دیا۔ غور کیجئے رسولؐ کی خبر کیسی صحیح ثابت ہوئی کہ سعدؓ کو اپنے مرض کی شدت معلوم تھی جس سے موت کا نقشہ سامنے آ رہا تھا۔ مگر آنحضورؐ نے خبر دی کہ تم ابھی زندہ رہو گے چنانچہ یہی ہوا۔

فاطمۃ الزہرا رضؓ کی وفات

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے ان کو مرحبا کہہ کر اپنے پاس بٹھایا اور کان میں منہ ملا کر کوئی بات آپ نے فرمائی فاطمہ رضؓ اسی وقت رونے لگیں۔ پھر آنحضور صلعم نے دوسری مرتبہ ان کے کان سے منہ ملا کر کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے فاطمہ رضؓ سے اس رونے اور پھر ہنسنے کی وجہ پوچھی کہ کیوں پہلی دفعہ روئیں اور دوسری دفعہ ہنسنے لگیں۔ فاطمہ رضؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلعم کا راز کسی کو نہیں بتاؤں گی۔

اسی سال جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو حضرت عائشہ رضؓ نے دریافت کیا کہ فاطمہ رضؓ اب بتاؤ اس روز رونے اور ہنسنے کی کیا وجہ تھی۔ اس پر حضرت فاطمہ رضؓ نے بتایا کہ پہلی مرتبہ جب میرے کان سے رسول اللہ صلعم نے اپنا دہنِ مبارک قریب کیا تو اس وقت یہ فرمایا کہ حضرت جبرئیل عؑ ہر سال قرآن کا

دور میرے ساتھ ایک مرتبہ کیا کرتے تھے مگر اس سال جبرئیلؑ نے دو مرتبہ دور کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری وفات قریب ہے۔ میں نے جب رسول اللہ کی وفات کا حال سُنا تو میں رونے لگی۔ پھر آپ نے مجھے روتے ہوئے دیکھکر دوبارہ اپنا منہ میرے کان کے قریب کیا اور چپکے سے فرمایا کہ فاطمہ تم میرے خاندان والوں میں سب سے پہلے مجھ سے جنّت میں ملاقات کرو گی یعنی میری وفات کے بعد سب سے پہلے تمہاری وفات ہو گی یہ سُن کر میں ہنسنے لگی کہ اس میں جلد ہی جنّت میں رسول اللہ سے ملنے کی بشارت ہے (بخاری و مسلم)

چنانچہ یہ خبر صحیح ثابت ہوئی اسی سال رسول اللہؐ کی رحلت ہوئی اور آپ کی رحلت کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمۃ الزہرؓا کی وفات ہوئی۔

امّ المومنین زینبؓ کی وفات

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی پاک بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا میری وفات کے بعد تم میں سے سب سے پہلے وہ بیوی مجھ سے ملاقات کرے گی (یعنی وفات پائے گی) جس کے ہاتھ سب سے لانبے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلعم کی یہ پیشین گوئی بالکل صادق آئی۔ آنحضورؐ نے اپنی پیشین گوئی میں اطولکنّ یداً فرمایا تھا اس کے معنی یہ ہوتے ہیں "جس کے ہاتھ سب سے لانبے ہوں گے"۔ اس کے ظاہری معنی سمجھ کر ازواج مطہرات (رسول اللہ کی پاک بیویوں) نے رسول اللہ کی وفات کے بعد اپنے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے کہ دیکھیں کس کے ہاتھ زیادہ لانبے ہیں اور کس کا پہلے انتقال ہوگا۔ لیکن لانبے ہاتھ کا مطلب درحقیقت یہ تھا کہ جو صدقہ خیرات زیادہ کرتی ہو چونکہ صدقہ خیرات کرتے وقت ہاتھ بڑھایا جاتا ہے اور جو جتنا زیادہ صدقہ کرے گا اتنا

ہی ہاتھ بڑھائے گا اس لئے اس معنی کو لانبے ہاتھ سے بیان کیا گیا۔ جب سب سے پہلے وفات حضرت زینبؓ کی ہوئی جن کا لقب کثرت خیرات کی وجہ سے امّ المساکین (غریبوں کی ماں) تھا تو اب دوسری بیویوں نے پیشین گوئی کا مطلب سمجھا کہ اس سے مراد زیادہ صدقہ خیرات کرنے والی مراد تھی چنانچہ حضرت زینبؓ میں یہ صفت موجود تھی کہ کوئی محتاج ان کے دروازے سے محروم ہو کر کبھی نہیں گیا۔ ان کی خیرات کو دیکھ کر لوگوں نے ان کو "امّ المساکین" محتاجوں کی ماں کہنا شروع کر دیا۔ یعنی محتاج ان کے یہاں اسی طرح سکون پاتے جس طرح بچہّ اپنی ماں کے پاس۔ رسول اللہ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی کہ سب سے زیادہ خیرات کرنے والی بیوی سب سے پہلے آپ سے جنّت میں ملی۔

ام المومنین عائشہؓ کی شرکت جنگ

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک بیویوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بیوی سرخ اونٹ پر سوار ہو کر لڑائی کے لئے نکلے گی، جب وہ حواب تک پہونچے گی تو وہاں کتے بھونکیں گے اس کے ارد گرد بہت لوگ مارے جائیں گے وہ بیوی خود قتل ہونے کے قریب ہوگی مگر نجات پا جائے گی (بزار و ابو نعیم)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی صادق آئی۔ اس خبر میں جنگ جمل کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان ایک بڑی جنگ ہوئی جس کا نام جنگ جمل ہے۔ حضرت عائشہؓ اس جنگ کے لئے جس اونٹ پر سوار ہو کر نکلیں اس کا رنگ سرخ تھا اور جب عائشہؓ مقام حواب پر پہونچیں تو وہاں کے کتے بھونکنے لگے۔ حواب ایک تالاب کا نام ہے یہیں پر لڑائی ہوئی بیشمار آدمی یہاں مارے گئے۔ جس رات کی صبح کو علیؓ و عائشہؓ میں ملاقات ہو کر صلح

ہونے والی تھی اسی رات حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں سے بعض شریروں نے یہ گل کھلایا کہ دونوں طرف تیر برسانے شروع کر دیئے۔ عائشہؓ کے لشکر میں مشہور کر دیا کہ علیؓ نے عہد شکنی کی اور ادھر علیؓ کے لشکر میں مشہور کر دیا کہ عائشہؓ نے عہد توڑ دیا یہ شرارت عبداللہ بن سبا کے اشارہ سے ہوئی تھی عائشہؓ نے مقام حواب پر جب تالاب کا نام معلوم کیا تو لوگوں نے "حواب" بتایا اس وقت عائشہؓ کو رسول اللہ کی پیشین گوئی یاد آگئی اور آپ نے وہاں سے لوٹنے کا ارادہ کیا لیکن مروان نے لوگوں سے شہادت دلوا دی کہ اس تالاب کا نام حواب نہیں ہے اس لڑائی میں عائشہؓ کے اونٹ کے پیر مخالفوں نے حملہ کر کے کاٹ دیے۔ آپ ہودج سمیت گر گئیں آپ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ آپ کو اٹھا کر لے گئے۔ قتل عثمانؓ کا انتقام لینے کی غرض سے یہ اختلاف ہوا تھا جو خطرناک جنگ کی صورت اختیار کر گیا۔ اور رسول اللہ کی پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ بھی اس لڑائی میں عائشہؓ کے ساتھ تھے۔

حضرت حسن بن علیؓ اور مصالحت

حضرت ابو بکرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ صلح کرا دے گا (بخاری)

رسول اللہ کی یہ پیشین گوئی صادق آئی حضرت علیؓ کی وفات کے بعد جب امام حسنؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت معاویہؓ نے اختلاف کیا اختلاف اتنی شدت اختیار کر گیا کہ قریب تھا کہ حضرت حسن و معاویہ کی فوجوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے۔ حضرت حسنؓ نے اس خطرناکی کو بھانپ لیا اور اس خیال سے کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ و خوں ریزی نہ ہو حضرت معاویہ سے صلح کر لی خلافت سے دست بردار ہو گئے اور آپ کی جگہ معاویہ خلیفہ ہو گئے آپ کے اس اقدام نے ایک طرف مسلمانوں کو قتل و خونریزی سے بچا لیا تو دوسری طرف رسول اللہ کے فرمان کی تصدیق کر دی۔

حضرت حسینؓ کی شہادت

حضرت ام الفضلؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا جس سے بہت پریشان ہوئی۔ میں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ نے وہ خواب دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے آنحضورؐ نے فرمایا ام الفضلؓ گھبرانے کی بات نہیں فاطمہؓ کے یہاں لڑکا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رہے گا چنانچہ فاطمہؓ کے ہاں امام حسینؓ پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے ایک دن میں حسینؓ کو گود میں لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں حسینؓ کو آپ کی گود میں دے کر کسی اور طرف دیکھنے لگی اچانک میری نظر حضورؐ کے روئے مبارک پر پڑی تو دیکھا آپ کے آنسو جاری ہیں۔ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا حضرت جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت شہید کرے گی۔ ام الفضلؓ کہتی ہیں کہ میں نے

تعجب سے پوچھا کیا اس حسینؓ کو آپ کی امت قتل کرے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں جبریلؑ نے خون سے رنگی ہوئی سرخ مٹی بھی لاکر مجھ کو دی ہے (بیہقی)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی عراق کے بدبختوں نے امام حسین کو بلاکر کربلا میں شہید کر دیا جس کے تفصیلی واقعات سب کو معلوم ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحؒ نے لکھا ہے کہ یہ پیشین گوئی اتنی مشہور تھی کہ تمام صحابہ اور اہل بیت کو معلوم تھی۔ چنانچہ ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے روایت کی ہے کہ یحییٰ کا بیان ہے کہ میں جنگِ صفین کے سفر میں حضرت علیؓ کے ہمراہ تھا چلتے چلتے ایک جگہ آپ نے حضرت حسینؓ کو آواز دے کر بلایا اور پھر فرمایا اے ابوعبداللہ (یہ حسین کی کنیت ہے) دریائے فرات کے کنارے تم صبر کرنا۔ یحییٰ کہتے ہیں میں نے دریافت کیا اے علیؓ یہ آپ نے کیا کہہ دیا تو علی نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے جبریلؑ کے حوالہ سے فرمایا حسین فرات کے کنارے قتل کئے جائیں گے۔ ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے تو یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے وہ جگہ بھی بتا دی تھی جہاں حسین کا قافلہ اترنے والا تھا اور جہاں ان کی مع اہل و عیال کے شہادت ہونے والی تھی یہ پیشین گوئی واقع ہونے سے قبل لوگوں کے ذہن میں پورے طور پر محفوظ تھی اور بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

عبداللہ بن عباسؓ اور خلافت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ میری ماں ام الفضلؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزریں تو آپ نے پیشین گوئی فرمائی کہ اے ام الفضلؓ تمہارے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا جب وہ لڑکا پیدا ہو تو اس کو میرے پاس لے آنا چنانچہ ام الفضلؓ کا بیان ہے کہ جب میرے لڑکا پیدا ہوا تو اس کو لے کر میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے اس کے داہنے کان میں تکبیر پڑھی اور اپنا لعاب دہنِ مبارک اس کے منہ میں لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ لے جاؤ خلفاء کے باپ کو۔ میں نے گھر آکر یہ بات اپنے خاوند حضرت عباسؓ سے کہی انہوں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا مطلب دریافت کیا تو آنحضورؐ نے فرمایا واقعی عبداللہ بن عباس خلفاء کا باپ ہے۔ (ابو نعیم)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی پہلے تو حضرت عبداللہ کی پیدائش نے فرمانِ رسول کی تصدیق کر دی اور دوسری بات

پر کہ آپ کی اطلاع کے عین مطابق عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد میں سلاطین وخلفاء ہوئے یعباسی خلافت جو تاریخ اسلام میں مشہور و معروف ہے وہ انہیں کی طرف منسوب ہے اموی دور حکومت یزید سے شروع ہو کر مروان حمار تک رہا چودہ اموی بادشاہ گذرے ان کی حکومت سنہ ۱۳۲ھ میں ختم ہو گئی اس کے بعد آل عباس میں حکومت آئی اور پانچسو چوبیس برس تک عباسی حکومت باقی رہی جس سے خبرِ رسولؐ کی تصدیق ہو گئی ۔

عمّار بن یاسرؓ کی شہادت

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ خندق کے دن اور لوگوں کی طرح عمار بن یاسرؓ بھی خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کھودنے والوں کے پاس سے گزرے تو حضرت عمّار بن یاسرؓ کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اے سمیّہ کے بیٹے تجھے باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا (مسلم)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی کہ حضرت سمیّہ کے بیٹے عمّار کو ایک گروہ قتل کرے گا بالکل صحیح ثابت ہوئی حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان جو جنگِ صفین ہوئی تھی اس میں حضرت عمّارؓ حضرت علیؓ کی فوج کے ساتھ شریک تھے اور اسی جنگ میں معاویہؓ کی فوج کے ہاتھوں عمّار قتل ہو گئے۔ حضرت عمّار کی والدہ کا نام سمیّہ ہے یہ وہی خاتون ہیں جو اسلام کے نام پر سب سے پہلے شہید ہونے والی خاتون تاریخ اسلام میں مشہور ہیں۔

قرمان کا دوزخی ہونا

بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم غزوۂ حنین میں رسول اللہؐ کے ہمراہ تھے ایک ہمارا ساتھی اسلام کا مدعی تھا اس کا نام قرمان تھا آنحضورؐ نے اس کے متعلق فرمایا یہ دوزخی ہے۔ چنانچہ وہ شخص جنگ میں مسلمانوں کی طرف سے خوب لڑا اور زخمی بھی ہو گیا۔ ہم نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ آپ نے جس کو دوزخی فرمایا ہے وہ تو بڑا مجاہد ہے کفار سے جنگ کی اور زخمی بھی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا بیشک وہ دوزخی ہے۔ صحابہ کا بیان ہے تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ شخص زخموں کی تاب نہ لا سکا اور اپنا تیر نکال کر خودکشی کر لی۔ یہ دیکھ کر کچھ صحابہؓ دوڑتے ہوئے آئے اور رسول اللہؐ سے کہا کہ آپ کی بات سچ ہوئی، یہ سُن کر آپ نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول برحق ہوں۔ بہرحال یہ خبرِ رسول بھی صادق آئی۔

اُبیؓ بن خلف کا قتل ہونا

عروہ اور سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف سے فرمایا تو میرے ہاتھ سے قتل ہو گا چنانچہ ابی بن خلف رسول اللہؐ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مرا (بیہقی)

رسول اللہؐ نے ابی بن خلف کو قتل کرنے کی جو پیشین گوئی فرمادی تھی وہ صادق آئی۔ ابی بن خلف ایک مشہور منافق اور رسولؐ اللہ کا سخت دشمن تھا جب کبھی یہ شخص رسولؐ اللہ کو مکّہ میں دیکھتا تو کہتا اے محمدؐ میں نے ایک گھوڑا پال رکھا ہے اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا اس کے جواب میں آپ فرماتے کہ انشاء اللہ تو ہی میرے ہاتھ سے قتل ہو گا۔

جنگ احد میں یہ بدبخت گھوڑے پر سوار ہو کر یہ کہتا ہوا نکلا کہ محمدؐ کہاں ہیں ان کو میرے مقابلے میں بھیجو۔ صحابہ اس بدبخت کو روکتے رہے مگر وہ آپ کے خیمہ کی طرف بڑھتا ہی آتا تھا۔ آنحضورؐ نے فرمایا اس کو آنے دو جب

وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے اس کے گلے پر ایک نیزہ مارا وہ تھوڑی سی جگہ زرہ سے خالی تھی آپ نے نیزہ بھی معمولی طاقت سے مارا جس سے تھوڑی سی خراش اس کو آئی مگر وہ ہیبت کھا کر گھوڑے سے گرا اور اٹھ کر بھاگا۔ قریش کے لشکر نے اس کو اطمینان دلا دیا کہ معمولی سی چوٹ ہے گھبراؤ مت خون بھی تو نہیں نکلا ہے۔ مگر وہ بار بار یہی کہتا رہا کہ یہ محمدؐ کے ہاتھ کی خراش ہے میں اس سے نہ بچ سکوں گا کیونکہ میں مکہ کی گلیوں میں محمدؐ کو دیکھ کر جب کہتا تھا کہ میں نے تیرے لئے ایک گھوڑا پال رکھا ہے اسی پر چڑھ کر تجھ کو قتل کروں گا تو محمدؐ چپکے سے یہ کہا کرتا تھا کہ میں تم کو قتل کروں گا۔ اب محمدؐ کی بات صحیح ثابت ہو رہی ہے میں موت سے نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسی معمولی خراش سے یہ منافق میدان رابغ پر پہونچ کر مر گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سچی ثابت ہوئی۔

بدر میں کفّار کی قتل گاہیں

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں لڑائی شروع ہونے سے قبل ہی کفّار کے قتل ہونے کی جگہوں کی نشان دہی فرما دی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ فلاں کافر یہاں مارا جائے گا اور فلاں منکر یہاں قتل ہوگا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا دین دے کر بھیجا ہے، بدر کے دن رسول اللہ صلعم کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی، جس جگہ کو جس کافر کے قتل ہونے کی جگہ آپ نے متعین فرمادیا تھا وہ کافر اسی جگہ مارا گیا بال برابر بھی اس جگہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہوا۔ (مسلم)

دیکھئے بدر میں کفّار کی قتل گاہوں کی پیشین گوئی کتنی صحیح ثابت ہوئی کہ ہر کافر اسی جگہ مارا گیا جو رسول اللہ صلعم نے اس کیلئے منتخب فرمادی تھی۔

بیت اللہ شریف کی کنجی

حضرت عثمان بن طلحہؓ کہتے ہیں کہ دورِ جہالت میں ہم ہفتہ میں دو دن یعنی پیر اور جمعرات کو کعبہ کھولا کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں دروازہ بند رکھتے تھے ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کو لے کر کعبہ میں داخل ہونے کی غرض سے تشریف لائے تو میں نے آپ سے سخت کلامی کی مگر آپ نے برداشت کیا اور فرمایا اے عثمان! ایک دن تو اس کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں دیکھے گا اس وقت میں جسے چاہوں گا اس کی کنجی دوں گا۔ عثمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا قریش اس دن مر جائیں گے یا رسوا ہو جائیں گے کہ کعبہ کی کنجی تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی؟ آپ نے فرمایا نہیں قریش اس دن بہت زیادہ باعزت ہوں گے۔ یہ بات کہہ کر آپ کعبہ میں داخل ہو گئے مگر میرے دل میں آپ کی بات کھٹک گئی اور برابر میرے دل میں یہ اثر رہا کہ ایک دن ضرور یہ بات ہونے والی ہے۔

اس کے بعد وہ دن آ ہی گیا کہ آپ نے مکّہ فتح کر لیا۔ فتح مکہ کے بعد آپ نے دروازہ کی کنجی مجھ سے منگوائی میں نے کنجی پیش کر دی۔ آپ نے وہ کنجی اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھی کو واپس کر دی اور فرمایا لو یہ کنجی تمہارے ہی خاندان میں قیامت تک رہے گی سوائے جبر و ظلم کے اور کسی طرح تمہارے خاندان سے یہ کنجی نہ جائے گی۔

عثمان کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آپ نے کنجی لے کر پھر مجھے لوٹا دی اور میں واپس ہونے لگا تو آپ نے بلا کر فرمایا عثمان! تمہیں اس دن کی بات بھی یاد ہے جو میں نے کہی تھی کہ ایک دن کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہو گی اور میں جس کو چاہوں گا دوں گا؟ میں نے عرض کیا بیشک مجھے یاد ہے آپ نے جو فرمایا تھا وہی ہو کر رہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

اس میں رسول اللہ نے دو پیشین گوئیاں فرمائی تھیں اور دونوں صحیح ثابت ہوئیں، پہلی یہ تھی کہ کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہو گی یہ پیشین گوئی آپ نے ہجرت سے پہلے فرمائی تھی جو فتح مکّہ کے دن پوری ہوئی دوسری یہ پیشین گوئی تھی کہ قیامت تک کنجی عثمان کے خاندان میں رہے گی یہ آپ نے فتح مکّہ کے دن فرمائی تھی جب کہ آپ عثمان کے ہاتھ میں کنجی لوٹا رہے تھے چنانچہ یہ بھی بالکل صحیح ثابت ہوئی جس دن آپ نے کنجی عثمان کے ہاتھ میں دی اسی دن سے اب تک انہیں کے خاندان میں کنجی ہے اور وہی کعبہ کے دروازہ کو کھولتے اور بند کرتے ہیں اِلّا یہ کہ ظلماً کبھی کسی دوسرے کو دیدی گئی ہو گی۔

غزوۂ حنین کا مالِ غنیمت

سہل بن حنظلیہؓ سے مروی ہے کہ حنین کی لڑائی کے دن ایک سوار آیا اور رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول میں فلاں پہاڑی پر چڑھا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے کفار اپنا بہت سا اسلحہ اور ساز و سامان اونٹوں پر لاد کر حنین میں آ گئے ہیں، یہ خبر سن کر رسول اللہ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا وہ سب سامانِ جنگ انشاءاللہ کل مسلمانوں کو غنیمت کے طور پر ہاتھ آئے گا اور ان پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا (ابوداؤد)

رسول اللہؐ نے اس پیشین گوئی میں جو مسلمانوں کی فتح اور حصولِ سامان کی بشارت دی تھی وہ دوسرے دن پوری ہو کر رہی تمام ساز و سامان، مویشی وغیرہ پر مسلمانوں نے قبضہ کیا اور فتح حاصل ہوئی۔

غزوۂ خندق کا محاصرہ

سلیمان بن صردؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ خندق (احزاب) کے موقع پر جب کفار کی فوج محاصرہ کرنے کے بعد بھاگ گئی تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب یہ دشمنانِ مکہ ہم پر چڑھائی نہ کر سکیں گے اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے۔
(بخاری)

یہ پیشین گوئی صادق آئی غزوۂ خندق میں کافروں نے مدینہ کو گھیر لیا تھا۔ مگر اس کے بعد پھر کبھی مدینہ پر حملہ نہ کر سکے بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کی آپ اپنے جاں نثار صحابہ کو لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور مکہ کی فتح حاصل ہو گئی۔

غزوۂ تبوک اور اکیدر کی گرفتاری

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو چار سو سوار دے کر غزوۂ تبوک میں اکیدر کافر سے لڑنے کے لئے روانہ فرمایا اکیدر دومۃ الجندل کا سرکش حاکم تھا۔ آنحضورؐ نے خالد بن ولیدؓ کو بھیجتے ہوئے فرمایا کہ اکیدر نیل گائے کا شکار کھیلنے کے لئے رات کو نکلے گا تم اس کو گرفتار کر لو گے (بیہقی و ابن اسحاق)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی صادق آئی۔ فرمان رسالت پا کر خالد بن ولیدؓ راتوں رات جا کر اکیدر کے قلعہ کے پاس چھپ گئے رات کو اس قلعہ کے پاس چند نیل گائیں آئیں اور قلعہ سے اپنی کمر کو رگڑتے لگیں اکیدر کو آہٹ ہوئی اور نیند سے بیدار ہو گیا وہ رات ہی کو شکار کی غرض سے قلعہ سے باہر نکل آیا اور نیل گایوں کا تعاقب کیا حضرت خالد نے اکیدر کو گھیر لیا اور گرفتار کر لیا اس کشمکش میں اکیدر کا بھائی اور لڑکا مارا گیا۔ جب حضرت خالدؓ اکیدر کو رسول اللہؐ کی خدمت میں

گرفتار کر کے لائے تو آنحضورؐ نے اس پر جزیہ (غیر مسلموں پر ٹیکس) مقرر کر کے رہا کر دیا۔ رسول ﷺ اللہ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اسی غزوہ میں دوسری پیشین گوئی آنحضورؐ نے یہ بھی فرمائی تھی، ایک دن صحابہؓ سے فرمایا کہ آج رات سخت آندھی آئے گی اس آندھی میں کوئی شخص تم میں سے اپنی جگہ سے نہ اٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہو اس کو مضبوطی سے باندھ دے۔ چنانچہ رات کو سخت آندھی آئی ایک شخص فرمانِ رسالت کو نظر انداز کر کے اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اس کو آندھی اڑا لے گئی اور بہت دور قبیلہ طے کے پہاڑوں میں لے جا کر ڈال دیا (بخاری و مسلم) غرض یہ دوسری پیشین گوئی بھی اس غزوہ کی صحیح ثابت ہوئی۔

دریائے دجلہ اور ترکوں کا حملہ

حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریائے دجلہ کے پاس مسلمانوں کا ایک بڑا شہر ہوگا اور دریائے دجلہ پر ایک بڑا پل ہوگا قیامت سے پہلے چوڑے چوڑے چہرے اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے ترک اس پر حملہ کریں گے اور دجلہ کے کنارے خیمہ زن ہوں گے اس وقت مسلمانوں کی آبادی تین حصوں میں منقسم ہو جائے گی۔ ایک حصّہ اپنا سامان لیکر شہر سے بھاگ جائے گا دوسرا حصّہ ترکوں کی پناہ میں آکر خود کو ان کے سپرد کر دے گا یہ دونوں حصے ہلاک ہو جائیں گے، تیسرا حصّہ اپنے اہل وعیال کو شہر میں چھوڑ کر پیش قدمی کرے گا اور ان ترک کافروں سے جہاد کرے گا یہ گروہ شہادت سے سرفراز ہوگا (ابو داؤد)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی صادق آئی ان ترکوں سے مراد تاتاری ہیں جنہوں نے مستعصم کے زمانۂ حکومت میں بغداد پر چڑھائی کی اور سخت تباہی

مجاہد تبکی کا بیان ہے کہ ابتدائے عالم سے لے کر اب تک اس سے بڑا فتنہ نہیں اٹھا تھا ان ترک تاتاریوں نے مسجدیں ویران کیں، قرآن جلا ڈالے عورتوں کے شکم چاک کر ڈالے اور مردوں کو ختم کر ڈالا۔ انہیں ظالم تاتاریوں میں سے ایک تیمور لنگ بھی تھا جس نے روم اور ہند وغیرہ پر قبضہ کر لیا، ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا سب سے پہلے جو میری امت کا ملک چھین لیں گے وہ بنی قنطورا یعنی تاتاری ہیں۔ ان تاتاریوں کے چہرے بالکل چپٹے اور ڈھال کی طرح تھے جیسا کہ آنحضورؐ نے کئی سو برس قبل پیشین گوئی فرمادی تھی ایک روایت میں ان کی نشانی یہ بھی ہے کہ بال کی جوتیاں پہنے ہوں گے چنانچہ یہ بھی بالکل صحیح ثابت ہوئی کہ ان کے پیروں میں بال کی جوتیاں تھیں۔

تاتاری ترکوں نے بغداد پر چڑھائی کی بغداد میں دریائے دجلہ ہے اور اس پر ایک پل بھی اس زمانہ میں تھا ترکوں نے اس شہر کو گھیر لیا اور مسلمانوں میں ٹھیک اسی طرح تین گروہ ہو گئے جس طرح کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا ایک گروہ کے لوگ اپنے سامان واہل وعیال کے ساتھ بھاگ نکلے مگر وہ ہلاک ہو گئے ترکوں نے ان کو قتل کر ڈالا۔ دوسرا گروہ وہ ہوا جس نے ترکوں سے پناہ چاہی اسی گروہ میں مستعصم باللہ اور اکثر امراء وقت تھے انہوں نے ترکوں کی تابعداری کا وعدہ بھی کر لیا مگر پھر بھی حسب فرمانِ رسالت ان کی جان نہ بچی سب لوگوں کو ترکوں نے قتل کر ڈالا۔ تیسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جنہوں نے بہادری دکھائی اور دلیری سے کافروں کے ساتھ جہاد کیا اور سب کے سب شہید ہو گئے۔ پہلے دو گروہ تو دنیا و آخرت دونوں اعتبار سے نقصان میں رہے کیونکہ جان بھی گئی اور جہاد کے بعد

جو شہادت ملتی اس سے بھی محروم رہے، تیسرا گروہ دنیا میں بھی بہادری سے مشہور ہوا اور شہادت پاکر آخرت میں بھی سرخرو ہوگیا۔
غور کیجئے رسول اللہ نے یہ پیشین گوئی کئی سو برس قبل فرمادی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی اور یہ پیشین گوئی جس کتاب ابو داؤد میں درج ہے وہ کتاب بھی اس واقعہ سے چار سو برس قبل کی لکھی ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے جو کچھ فرمادیا تھا وہ اپنی پوری جزئیات کے ساتھ صدیوں بعد صادق آیا وہی ترک کا حملہ اور ان کے چوڑے چوڑے چہرے چھوٹی چھوٹی آنکھیں، بال کی جوتیاں بغداد کا دریائے دجلہ اور اس پر اسی طرح پل کا ہونا یہ سب فرمان رسالت کی تصدیق ہے۔

جنگ حرّہ

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خطاب کر کے فرمایا مدینہ میں ایک مرتبہ اتنی خوفناک خونریزی ہو گی کہ اس کے کالے پتھروں پر خون جم جائے گا اور خون کی کثرت سے نظر نہ آئے گا (ابوداؤد)

رسولؐ اللہ کی یہ پیشین گوئی بھی صادق آئی اس میں جنگ حرّہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب کوفیوں نے شہید کر ڈالا تو مدینہ کے اکثر صحابہ کرام نے یزید کی نااہلیت اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے اس کی اطاعت سے انکار کر دیا چنانچہ اسی وجہ سے یزید نے مسرف بن عقبہ کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا اور مقام حرّہ پر جہاں کالے کالے پتھر ہیں خونریز جنگ ہوئی اس میں بے شمار صحابہؓ اور ان کی اولاد شہادت سے ہمکنار ہوئی اور حرّہ کے کالے پتھر خون سے چھپ گئے۔

اس جنگ میں مدینہ منورہ کی بڑی بے حرمتی ہوئی مدینہ بالکل تباہ و برباد

ہو گیا تھا مسجد نبوی کی تباہی بھی اس سے بڑی پھر کبھی نہ ہوئی۔ لوگ اس جنگ کی تباہی کو دیکھ کر مدینہ چھوڑ چھوڑ کر ادھر اُدھر چلے گئے تھے اور مدینہ میں اس قدر سناٹا چھا گیا تھا کہ کتے مسجد نبوی میں آ کر لوٹتے تھے کوئی ان کو ہانکنے والا نہ تھا۔ غرض مدینہ کی بربادی، کالے پتھروں پر خون کا جم جانا اور بے شمار جانوں کا ضائع ہونا جو رسول اللہ نے فرمایا تھا وہ اس جنگ حرّہ کے موقع پر بالکل صحیح ثابت ہوا۔

شہر بصرہ کی آبادی

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! لوگ نئے نئے شہر آباد کریں گے ایک شہر بصرہ نام کا ہوگا دیکھنا اگر تم اس شہر میں داخل ہونا تو اس کے باغات، اور بازار اور امیروں کے دروازوں سے بچ کر، کہیں دور جا کر ایک کنارے پر رہنا کیونکہ اس شہر کو دھنسایا جائے گا اس پر پتھر کی بارش ہوگی، زلزلہ آئے گا اور وہاں کے لوگوں کی صورتیں بدل کر بدنما کر دی جائیں گی (ابو داؤد)

یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں اہل فارس سے جنگ چھڑ رہی تھی شہر بصرہ جہاں آباد ہے وہاں سے فارس والوں کو ہندوستان آنے کا راستہ تھا حضرت عمرؓ کو اندیشہ ہوا کہ اس راستے سے کہیں فارس والے ہندوستان سے مدد طلب کر کے ہم سے سخت مقابلہ نہ کریں اس اندیشہ کی وجہ سے آپ نے طے کیا کہ وہاں

مسلمانوں کی آبادی قائم کی جائے چنانچہ حضرت عمرؓ کے حکم سے عتبہ بن غزوانؓ نے ۱۷ھ میں شہر بصرہ کی بنیاد ڈالی اور رسولؐ اللہ کی خبر صحیح ثابت ہوئی۔ رسولؐ اللہ کے فرمان کے مطابق شہر بصرہ میں ۲۹۷ھ میں ایک خسف ہوا یعنی زمین دھنسا دی گئی جس سے بصرہ والے تباہ ہو گئے۔ اور ۲۸۵ھ میں بصرہ والوں پر سفید اور سیاہ پتھروں کی بارش ہوئی ہر پتھر کا وزن مورخین نے لکھا ہے کہ ڈیڑھ سو درہم کا تھا اور اسی سال بصرہ میں ایک سخت آندھی بھی چلی جس نے بڑی تباہی مچائی یہ آندھی پہلے زرد تھی پھر سبز ہو گئی اور اس کے بعد سیاہ ہو گئی۔ بصرہ کے متعلق اس قدر پیشین گوئی تو صادق آئی باقی صورتوں کا بدلنا اور زلزلہ کا آنا آئندہ ہو گا جیسا کہ علماء نے لکھا ہے۔

بنو امیہ کا نظام اسلامی میں خلل ڈالنا

حضرت ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا اسلامی نظام حکومت بالکل درست رہے گا سب سے پہلے بنو امیہ کا ایک شخص اس صالح نظام میں رخنہ پیدا کرے گا اس شخص کا نام یزید ہوگا (مسند ابو یعلیٰ)

رسول اللہ کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی کہ یزید نے خلافت کا نااہل ہونے کے باوجود جبراً اپنی خلافت منوانی چاہی اور جب مکہ و مدینہ کے صالح بزرگوں نے اس کی اطاعت سے انکار کیا تو ان کو تباہ کرنے کے لئے یزید نے اپنی فوج کو حرکت دی حضرت حسین شہید کئے گئے مکہ پر چڑھائی کرکے تباہی مچائی کعبہ کی دیوار اور چھت آگ لگا کر جلا ڈالی۔ حضرت ابو ہریرہؓ اکثر دعا مانگا کرتے تھے "اے خدا! ۶۰ھ کی ابتدا سے اور کم عمر والوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں"۔ یزید کی حکومت کا زمانہ تو ۶۰ھ سے شروع ہوا اور

حضرت ابو ہریرہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی اور ان کی دعا قبول ہوئی کہ یزید کی حکومت ہونے سے قبل ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو رسولؐ اللہ کی پیشین گوئی کے مطابق یزید کی بادشاہت اور اس کی خرابیوں کا یقین تھا۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں حذیفہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام فسادیوں کے نام مع ولدیت بیان فرمائے جو قیامت تک ہوں گے۔ چنانچہ یزید کا نام بھی رسولؐ اللہ نے ضرور بتایا ہوگا اس لئے مسند ابو یعلیٰ کی اوپر والی روایت اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تصدیق دوسری روایتوں سے ہو جاتی ہے۔

زید بن ارقمؓ کا نابینا ہونا

حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ یہ بیمار ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لائے تو فرمایا کہ زید! تم اس بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تم نابینا ہو جاؤ گے زید بن ارقمؓ نے عرض کیا کہ میں نابینا ہو کر صبر کر کے ثواب کی تمنا رکھوں گا آنحضورؐ نے فرمایا اگر تم صبر کرو گے تو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ زید کے بیٹے انیسہ کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زید بن ارقمؓ اندھے ہو گئے تھے۔ پھر بہت زمانہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں پھر سے اچھی اور روشن کر دیں اور پھر زید بن ارقمؓ کا انتقال ہوا۔ (دلائل النبوۃ بیہقی)

رسولؐ اللہ کی پیشین گوئی کس قدر صحیح ثابت ہوئی کہ اس مرض سے حضرت زید اچھے ہو گئے اور پھر ایک وقت آیا جبکہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

ثقیف میں ایک خونخوار دوسرا جھوٹا

حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم ثقیف میں ایک بڑا خونخوار ہوگا اور ایک بڑا جھوٹا ہوگا۔ (مسلم)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ خونخوار کا مصداق حجاج بن یوسف ثقفی ہوا اور جھوٹا مختار ثقفی پیدا ہوا۔ حجاج کو خون ناحق سے زیادہ کسی اور چیز میں مزا نہ آتا تھا۔

عقد الفرید میں ہے کہ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار انسانوں کا جس میں بڑے بڑے صحابہ بھی ہیں خون ناحق کیا۔ اس زمانہ کے عرفاء و صلحاء حجاج کو خدا کا قہر و عذاب سمجھتے تھے۔ حجاج ہی نے حضرت ابن الزبیرؓ کو بیدردی سے شہید کیا تھا اور لاش لٹکا دی تھی۔

حضرت حسن بصریؒ کہا کرتے تھے "حجاج اللہ کا عذاب ہے اسے اپنے ہاتھوں کے زور سے دور کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ خدا سے گریہ وزاری

کرو"، جس وقت حجاج کی موت ہوئی اور اس کی خبر عام ہوئی تو حسن بصریؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ سجدے میں یہ کہہ کر گر پڑے کہ خدا کا شکر ہے اس امت کا فرعون مر گیا۔

دوسرا شخص جسے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ ثقیف میں ایک بڑا جھوٹا ہوگا تو اس سے مراد مختار ثقفی ہے یہ شخص پیدا ہوا اور امت میں جھوٹ و فریب کا امام مانا گیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں امام محمد بن حنفیہ کا نائب و قائم مقام ہوں اس نے لوگوں کو اس چیز کا فریب دیا کہ میں حضرت امام حسینؓ کے خون کا بدلہ ان کے قاتلوں سے لوں گا۔ یہ ایک ڈھونگ تھا جس میں بہت سے لوگ اس کے تابع ہو گئے۔ اس کی نیت یہ تھی کہ اس طرح سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کیا جا سکتا ہے، اور اس کے بعد جو بھی دعویٰ کیا جائے سب لوگ مان لیں گے چنانچہ اس کا مقصد پورا ہوتا گیا ریاست و شہرت خوب حاصل ہوئی۔ جب لوگوں کی توجہ اپنی طرف دیکھی تو اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ تھا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور مجھ میں خدا کی روح حلول کر گئی ہے۔ جب یہ شخص خط لکھتا تو اس کی ابتدا بالکل اس طرح کرتا جس طرح اللہ کے سچے رسول کیا کرتے تھے وہ لکھتا تھا، من مختار رسول اللہ یعنی یہ خط اللہ کے پیغمبر مختار کی طرف سے جا رہا ہے۔

حجاج اور مختار کے وجود نے رسول اللہؐ کی پیشین گوئی کی تصدیق کر دی۔ مشکوٰۃ کی روایت میں ہے کہ حضرت اسماءؓ نے اس پیشین گوئی کا مصداق حجاج و مختار کو خود حجاج کے منہ پر کہا۔

ثابت رضؓ بن قیس کی شہادت

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس رضؓ سے فرمایا تعیش حمیداً وتقتل شہیداً (یعنی اے ثابت تم زندہ رہو گے تو تعریف کے قابل بن کر اور تم قتل کئے جاؤ گے تو شہادت کی فضیلت پا کر (بیہقی) حاکم ابونعیم)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ جب حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانے میں مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کے خلاف صحابہؓ نے لشکر کشی کی تو اس میں ثابت بن قیس بھی شریک ہوئے تھے مسلمانوں کی فوج کے سردار حضرت خالد بن ولیدؓ تھے یمامہ کے مقام پر خوب جنگ ہوئی تھی مسیلمہ کذاب مارا گیا اور اسی جنگ میں حضرت ثابت بن قیس شہید ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

رجّال بن عنفوہ کا جہنمی ہونا

حضرت رافع بن خدیجؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ لوگوں کی بھری مجلس کو مخاطب کر کے کہا تمہارے اس مجمع میں ایک آدمی ہے جس کی ڈاڑھ دوزخ میں احد پہاڑ کی طرح ہوگی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس مجلس میں تھا۔ اس مجلس کے تمام لوگ تو مر گئے مگر ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کے حالات بتا رہے ہوں کہ وہ دوزخی ہے۔ اب صرف میں زندہ ہوں اور ایک دوسرا شخص زندہ ہے۔ چنانچہ وہ دوسرا شخص آگے چل کر اسلام سے پھر کر مسیلمہ کذاب کا تابع ہوگیا اور جنگ یمامہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو کر داخلِ جہنم ہوا۔ (طبرانی)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی سچّی ثابت ہوئی۔ نسیم الریاض میں منقول ہے کہ اس جہنمی شخص کا نام رجّال بن عنفوہ تھا یہ یمامہ کا رہنے والا تھا بنو حنیفہ کے وفد کے ہمراہ یہ شخص دربار رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگیا تھا اور

رسول اللہؐ سے قرآن سیکھتا تھا۔ درس ہی میں ایک دن رسول اللہؐ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ چنانچہ جب مسیلمہ نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ شخص اس پر ایمان لایا اور مرتد ہو گیا مسلمانوں نے جب مسیلمہ کی نبوت کے خلاف چڑھائی کی تو رجال بن عنفوہ زید بن خطابؓ کے ہاتھ سے قتل ہو کر جہنم رسید ہو گیا۔ اور رسول اللہؐ کی پیشین گوئی صادق آئی۔

سمرہ بن جندبؓ کا آگ سے مرنا

حضرت ابن حکیم ضبی سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جب مجھ سے ملتے تو سمرہ بن جندبؓ کا حال دریافت کرتے کہ وہ کس حال میں ہیں اور جب میں ان سے کہتا کہ سمرہ اچھی حالت میں ہیں تو ابوہریرہؓ بہت خوش ہو جایا کرتے تھے میں نے ابوہریرہؓ سے وجہ پوچھی کہ آپ کیوں سمرہ کا حال بار بار پوچھتے ہیں تو انہوں نے یہ روایت بیان کی کہ ایک دن ہم دس آدمی ایک مکان میں موجود تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دس آدمیوں میں سے جو شخص سب سے آخر میں مرے گا وہ آگ میں ہوگا۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ اب تک تو آٹھ آدمی مر چکے ہیں اب ان دس آدمیوں میں سے صرف میں اور سمرہ بن جندبؓ باقی رہ گئے ہیں۔ رسول اللہؐ کی پیشین گوئی کی وجہ سے مجھے خوف ہے اور بار بار پوچھا کرتا ہوں کہ سمرہ کس حال میں ہیں اگر وہ پہلے مر گئے تو ان دس آدمیوں کا آخری میں ہوں گا جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ وہ آگ

میں ہوگا مجھے اس سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ (طبرانی بیہقی)

ابوہریرہ کو اتنا ڈر تھا کہ اگر کوئی مذاق سے کہہ دیتا کہ سمرہ کا انتقال ہوگیا تو یہ بیہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ آخر سمرہ سے پہلے ابوہریرہ کا انتقال ہوگیا اور سمرہ ان دس آدمیوں میں سب سے آخر شخص تھے۔

ابن عساکر کی روایت ہے کہ سمرہؓ کو کزاز کی بیماری ہوگئی اس بیماری میں سخت سردی لگتی ہے اور سخت گرمی پہونچانے سے کچھ آرام ملتا ہے چنانچہ اس بیماری کی وجہ سے سمرہ کا یہ حال تھا کہ دیگ میں خوب کھولتا ہوا پانی بھرتے اور اس کے اوپر گرمی حاصل کرنے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ سمرہ اس کھولتے ہوئے پانی میں گر پڑے اور جل کر ان کا انتقال ہوگیا۔

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی کہ ان دس آدمیوں میں سے سب سے آخر میں مرنے والے سمرہ آگ میں جل کر مرے۔ آنحضورؐ کے قول کا مطلب ابوہریرہؓ اور دوسرے صحابہ نے دوسرا سمجھ لیا تھا وہ یہ سمجھے تھے کہ آگ میں ہونے کا مطلب ہے جہنم میں داخل ہونا حالانکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی موت آگ میں جل کر واقع ہوگی نہ یہ کہ وہ شخص جہنمی ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ بڑے متقی پابند رسول صحابی تھے اسی طرح سمرہؓ بھی بڑے بزرگ صحابی تھے۔ ابوہریرہؓ نے رسول اللہؐ کی بات کا مطلب دوسرا سمجھ لیا اسی وجہ سے اتنا خوف کھایا کرتے تھے۔ حضرت سمرہؓ کی وفات نے ثابت کر دیا کہ رسول اللہؐ کے قول کا مطلب دنیاوی آگ میں جلنا تھا چنانچہ دنیاوی آگ میں جل کر ان کا انتقال ہوگیا، اور رسولؐ کی خبر سچی ثابت ہوئی۔

ابوذرؓ کی وفات آبادی سے دور

ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس جماعت میں سے ایک شخص ایسی جگہ مرے گا جہاں کوئی آبادی نہ ہوگی اس کے جنازے پر مسلمانوں کی ایک جماعت اچانک آپہونچے گی جس جماعت کو مخاطب کر کے آپ نے یہ فرمایا تھا اس میں میں بھی موجود تھا۔ (بیہقی)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی سچی ثابت ہوئی۔ حضرت ابوذرؓ اپنے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے جنگل میں جاکر رہنے لگے تھے، سخت بیمار پڑ گئے جب وفات کا وقت قریب آیا تو ابوذر کی بیوی ام ذرؓ رونے لگیں کہ شوہر کی وفات ایسی جگہ ہو رہی ہے جہاں کوئی آبادی نہیں جنگل بیابان میں کفن دفن کا انتظام کیسے ہوگا، میں اکیلی ہوں۔ ابوذرؓ نے اپنی بیوی سے کہا تم نہ رو، رسول اللہؐ نے حدیث بیان فرمائی ہے پھر اوپر والی حدیث ابوذرؓ نے اپنی بیوی کو سنادی۔ اور کہا

کہ وہ شخص جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی وہ میں ہی ہوں
تم فکر نہ کرو میرے جنازے پر کوئی جماعت ضرور آئے گی۔ جاؤ راستے پر انتظار
کرو، ام ذر رضؓ راستہ پر گئیں تو دیکھا کہ دور سے ایک قافلہ آرہا ہے جب وہ قریب
آیا تو معلوم ہوا یہ مسلمانوں کی جماعت ہے۔ امّ ذر رضؓ نے سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ لوگ
حال سن کر ابوذر کے پاس آئے، ابوذر رضؓ نے ان سے کہا کہ میں مر جاؤں تو تم میں
سے وہ شخص مجھ کو کفن دے جو نہ سرکاری آدمی ہو نہ امیر۔ ایک نوجوان نے
آگے بڑھ کر کہا کہ اے چچا میں تمہیں اپنا ازار اور دو کپڑے کفن کے لئے دیتا
ہوں یہ میری ماں کے ہاتھ کے کتے ہوئے سوت سے بنے ہیں۔ ابوذر رضؓ نے یہ
کفن قبول کر لیا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان لوگوں نے نہلا کفنا کر نماز جنازہ
پڑھی پھر دفن کر دیا۔ اس طرح پیشین گوئی صحیح ثابت ہو گئی کہ ابوذر رضؓ جنگل میں
مرے مگر اچانک مسلمانوں کی ایک جماعت ان کے جنازے پر آپہنچی۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی تکلیف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن زبیرؓ کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم کو لوگوں سے اور لوگوں کو تم سے تکلیف پہونچے گی۔ (طبرانی، دار قطنی، بیہقی)

رسول اللہؐ کی یہ خبر بالکل سچی ثابت ہوئی۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد یہ ۶۴ھ میں خلیفہ ہوئے۔ شام کے علاوہ باقی تمام ممالک میں ان کی خلافت کو مسلمانوں نے تسلیم کر لیا۔ ان کی خلافت کے مقابل عبدالملک بن مروان کی دوسری خلافت چل رہی تھی چنانچہ ۷۳ھ میں عبدالملک نے حجّاج بن یوسف کی قیادت میں ایک لشکر عظیم ابن زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اس فوج نے مکہ پر چڑھائی کر کے حضرت ابن زبیرؓ کو شہید کر دیا۔ مکّہ کے بہت سے لوگ تباہ ہوئے عبداللہ بن زبیرؓ کو لوگوں سے حسب فرمان رسالت یہ تکلیف پہونچی کہ یہ شہید کر دئیے گئے اور ان کے خاندان والوں نے بھی بڑی بڑی مصیبت جھیلی۔ اور یا ابن زبیرؓ سے لوگوں کو مصیبت پہونچنے کی پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ حجّاج کی لشکر

کشتی سے مکہ والوں میں کہرام مچ گیا بہت سے لوگ مارے گئے اور لوگوں کو ایک تکلیف یہ بھی پہونچی کہ چونکہ ابن زبیرؓ کا مکان کعبہ شریف کے پاس تھا اور حجاج نے ان کے گھر کو نشانہ بنایا تھا اس لئے ان کے گھر پر پتھر اڈ کرنے سے خانہ کعبہ کو بھی سخت صدمہ پہونچا حجاج نے مکہ کے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر مہر لگانی شروع کی حضرت انسؓ کی گردن پر بھی مہر لگائی گئی تھی۔ عبداللہ بن عمرؓ بھی اسی ہنگامہ میں جان بحق ہوئے تھے۔ بہر حال لوگوں کو عبداللہ بن زبیرؓ سے اور ان کو لوگوں سے تکلیف پہونچنے کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔

سہیل بن عمرو کی تقریر دلپذیر

حسن بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سہیل بن عمرو ایسا کام یا تقریر کرے گا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ گے۔ یہ بات آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمائی تھی (بیہقی وحاکم)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی بالکل صادق آئی۔ سہیل بن عمرو جب کفر کی حالت میں تھے تو ان کی تقریر اتنی جوشیلی ہوتی تھی کہ کافروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشتعل کر دیا کرتے تھے بڑے قادر الکلام مقرر تھے جب یہ جنگ بدر میں قید ہو کر آئے تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو سہیل کے اگلے دو دانت توڑ دوں تاکہ اس کی آواز خراب ہو جائے اور اس کی تقریر کی قوت جاتی رہے اس طرح یہ ہمارے خلاف کافروں میں پُرزور تقریر نہ کر سکے گا۔ اس موقع پر رسول اللہؐ نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ نہیں دانت نہ توڑو امید ہے کہ یہ اپنی تقریر سے تم کو خوش کر دے گا

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب رسول اللہؐ کی وفات کا حادثۂ جاں گداز پیش آیا اور یہ خبر مکہ میں پہونچی کہ رسول اللہؐ وفات پا گئے تو لوگوں میں بے حد پریشانی و حیرانی ہوئی۔ لوگوں کے ایمان متزلزل ہونے لگے۔ صحابہ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہؐ کو دفن کر کے اپنے ہاتھوں کی مٹی بھی نہ جھاڑی تھی کہ ہم اپنے دلوں میں تبدیلی پانے لگے تھے۔ ایسے وقت سہیل نے مکہ میں کھڑے ہو کر اسی طرز کا خطبہ دیا جس طرز کا مدینہ میں ابوبکر صدیقؓ نے دیا تھا سہیل کے خطبہ سے لوگوں کو تسلی ہوئی اور دین پر ثابت قدم رہے۔ سہیل خطبہ دینے سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ رسول اللہؐ کی بات پوری ہوئی کہ سہیل نے اس دن مسلمانوں کو اپنی ایمان افروز تقریر سے خوش کر دیا۔ اور لوگوں کے مجروح دلوں پر مرہم کا کام کیا۔

زید بن صوحانؓ کا ہاتھ جنّت میں

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن صوحانؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کے جسم کا ایک عضو سارے جسم سے پہلے ہی جنّت میں پہونچ جائے گا۔ (بیہقی، ابن عدی)

رسول اللہؐ کی یہ پیشین گوئی بالکل سچی ثابت ہوئی۔ مورخین نے تصریح کردی ہے کہ نہاوند کے مقام پر جو لڑائی ہوئی تھی اس میں مسلمانوں کے ساتھ زید بن صوحانؓ بھی شریک جنگ تھے اسی لڑائی میں ان کا بایاں ہاتھ کٹ کر شہید ہو گیا تھا اور سارے جسم سے پہلے ان کے بدن کا ایک عضو جنّت میں پہونچ گیا تھا۔

جابرؓ کے گھر میں قیمتی فرش

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عنقریب میری امت کے لوگ "انماط" یعنی قیمتی فرش بچھائیں گے (بخاری، مسلم)
رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ صحابہ کرام پہلے اتنے
مفلس تھے کہ چٹائی مشکل سے میسر آتی تھی بعد میں اللہ نے فتوحات نصیب
فرمائیں تو اچھے اچھے کپڑے ان کو میسر آئے۔ اس روایت کے راوی حضرت
جابرؓ کا بیان ہے کہ میرے گھر میں اسی قسم کے قیمتی بچھونے تھے۔ جابرؓ کی بیوی
جب ان قیمتی بچھونوں کو بچھانا چاہتیں تو جابر یہ کہہ کر ان کو منع کرتے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا ہے کہ میری امت کے لوگوں میں امیرانہ ٹھاٹھ ہو جائیں گے یہ
چیز اچھی نہیں ہے۔ مگر جابر کی بیوی کہتیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اچھے فرش
پر بیٹھنے کی خبر دی ہے تو ہم اس کو انعامِ خداوندی جان کر استعمال کریں تو
اس میں کوئی خرابی نہیں۔ بہرحال قیمتی فرش والی پیشین گوئی صادق آ کر رہی۔

مسیلمہ کذّاب کی ہلاکت

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے بارے میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے گا۔

(مسلم وبخاری)

رسولؐ کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ مسیلمہ کذاب بنو حنیفہ کا ایک شخص تھا یہ رسول اللہؐ کی نبوت کا تو قائل ہو چکا تھا مگر پھر اس نے منصب نبوت میں خود کو بھی شریک کرنا چاہا چنانچہ مدینہ میں آکر اس نے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ اگر آپ اپنے بعد حکومت میرے نام کر دیں تو میں آپ کا اتباع کروں بعض کتابوں میں یہ بھی ہے کہ اس نے نبوت میں شرکت کی درخواست کی۔ رسُول خدا کے ہاتھ میں اس وقت ایک ٹہنی تھی۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر مسیلمہ یہ شاخ بھی مجھ سے مانگے گا تو میں نہیں دوں گا۔ مسیلمہ یہ سُن کر غصّہ میں بھرا ہوا مدینہ سے چلا گیا

اور جا کر یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا وہاں ہزاروں آدمی اس کی جھوٹی نبوت کے قائل ہو گئے اس نے وہاں کے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتا تھا ایک صحابی کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے سارے اعضاء باری باری کاٹ کر شہید کر ڈالا۔ اس کی ریشہ دوانیوں کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ مسلیمہ کذاب ہلاک ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسلام میں یہ بہت بڑا فتنہ تھا اس کو ختم کرنے کے لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گہری توجہ دی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں ایک فوج بھیجی یمامہ میں مسلمانوں اور مسلیمہ کذاب کو ماننے والوں میں جنگ ہوئی اسی لڑائی میں یہ بد بخت مارا گیا اور اللہ کے سچے نبی کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

رفاعہ بن زید منافق کی موت

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے جب آپ مدینہ کے قریب پہونچے تو اتنی سخت آندھی آئی کہ لوگ اپنی سواریوں سے گرنے لگے اس وقت رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آندھی ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے جب سب لوگ مدینہ پہونچے تو یہ خبر ملی کہ رفاعہ بن زید منافق اس آندھی سے مرگیا۔ (مسلم)

رسول اللہؐ نے جو پیشین گوئی ہوا چلتے ہی فرمادی تھی وہ بعد میں بالکل صحیح ثابت ہوئی کہ وہ منافق اسی آندھی سے ہلاک ہوگیا۔

گم شدہ اونٹنی کا پتہ

حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ اس کی بہت جستجو کرائی مگر نہ مل سکی یہ دیکھ کر منافق زید بن نصیب نے طعنہ زنی کی کہ محمد غیب کی خبریں بتانے کا دعوی کرتے ہیں اور ان کی اونٹنی گم ہے لیکن اس کا حال جانتے ہی نہیں کہ کہاں ہے وحی لانے والا کیوں اس کی خبر نہیں دیدیتا۔ اس طعنہ زنی کے بعد جبریلؑ آئے اور منافق کے طعن کے ساتھ ساتھ اونٹنی کا وہ مقام بھی بتایا جہاں وہ گم ہو کر چھپی تھی۔ رسول اللہؐ نے اس کے بعد فرمایا کہ مجھے غیب دانی کا دعوی نہیں مگر میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ منافق کی بات اور اونٹنی کے گم ہونے کی جگہ کا پتہ میرے خدا نے مجھ کو بتا دیا میری اونٹنی فلاں کھائی میں ہے اس کی لگام ایک درخت کی شاخ سے الجھ گئی ہے یہ سن کر صحابہؓ اس کھائی کی طرف دوڑے اور جا کر دیکھا کہ بالکل اسی جگہ اور اسی حالت میں اونٹنی موجود تھی (بیہقی)

رسول اللہؐ کی خبر سچی ہوئی اور سب منافق شرمندہ ہو گئے۔

بادشاہ کسریٰ کا قتل

بیہقی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کے قتل ہونے کی خبر اس رات کی صبح کو ہی دے دی تھی جس رات کسریٰ مارا گیا تھا اس کے قتل ہونے کا تفصیلی واقعہ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے ۶ھ میں رسول اللہؐ نے دنیا کے بادشاہوں کے پاس اسلام کی دعوت بھیجی تھی کسریٰ کے پاس بھی ایک دعوتی خط ارسال فرمایا تھا جس میں اسلام کی روشنی کی طرف بلایا تھا۔ کسریٰ نے آپ کے خط مبارک کو نہایت متکبرانہ انداز میں یہ کہہ کر چاک کر ڈالا کہ محمدؐ نے اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے! کسریٰ نے حکومت کے نشے میں چور ہو کر اپنے علاقہ یمن کے گورنر باذان کو حکم بھیجا کہ تم دو چالاک آدمیوں کو روانہ کرو کہ جائیں اور اس نبوت کے دعویدار کو پکڑ کر میری خدمت میں حاضر کریں اس نے دو آدمی بھیجے دونوں نے دربار نبوت میں پہونچ کر بڑی بے باکی سے تقریریں کیں اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلو آنحضورؐ نے فرمایا اچھا تم کل میرے پاس آنا اسی

رات کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر ڈالا۔ صبح کو آپ نے ان دو شخصوں کو بلا کر خبر دی کہ تم جا کر دیکھو شیرویہ نے کسریٰ کو قتل کر ڈالا۔ دونوں نے واپس باذان کے پاس جا کر یہ خبر دی باذان نے کہا کہ اگر یہ خبر سچی ثابت ہوئی تو ہم سمجھیں گے کہ واقعی محمد سچے پیغمبر ہیں چنانچہ اسی دن شیرویہ کا خط باذان کے پاس پہونچا کہ کسریٰ ظالم تھا میں نے اس کو مار ڈالا عرب میں جو نبوت کا دعویدار ہے اس کی مخالفت نہ کرو"۔ باذان کو خبر رسول ؐ کی سچائی معلوم ہوئی تو اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ کسریٰ نے جب نامۂ مبارک چاک کیا تھا تو آپ ؐ نے یہ بد دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! اس ظالم کی حکومت کے ٹکڑے کر دے۔ رسول اللہ ؐ کی خبر صادق آئی اور در سے جو خبر دی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی۔

قریش کے عہد نامہ کی خبر

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کے اس عہد نامہ کے متعلق جس میں درج تھا کہ بنو ہاشم کی دشمنی میں ہم سب متفق ہیں فرمایا کہ اس کے سارے مضامین کو دیمک کھا گئی صرف اللہ کا نام اس کاغذ پر باقی رہ گیا ہے۔ (بیہقی)

رسول اللہ کی یہ خبر صحیح ثابت ہوئی واقعہ یہ ہے کہ آنحضور نے نبوت کا اعلان کیا تو جوق درجوق آپ کی اطاعت میں لوگ آنے لگے قریش کو اس سے سخت اندیشہ پیدا ہوا چنانچہ بڑی بڑی ترکیبیں آپ کی تحریک کو ختم کرنے کے لئے ہونے لگیں۔ پہلے یہ فیصلہ کیا کہ محمد کو قتل کر ڈالیں مگر اس پر ابو طالب اور بنو ہاشم راضی نہ ہوئے پھر یہ بات طے ہوئی کہ بنو ہاشم سے قریش کے تعلقات ختم ہو جائیں اور بنو ہاشم کسی گھاٹی میں محمد کو لے کر چلے جائیں۔ بنو ہاشم گھاٹی میں چلے گئے اور تین برس تک اسی گھاٹی میں ہر طرح کی تکلیفیں اٹھاتے رہے

اسی دوران میں رسول اللہ ﷺ کے مخالفین نے اپنا یہ عہد نامہ کہ "قریش سے بنو ہاشم کے سارے تعلقات ختم ہیں" لکھ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے گھاٹی کے اندر ابو طالب کو یہ خبر دی کہ قریش کا وہ عہد نامہ جو کعبہ پر لٹکا ہوا ہے دیمک کھا گئی صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔ ابو طالب نے قریش کو یہ خبر جا کر بتائی کہ محمد ﷺ یہ بات کہہ رہے ہیں، اگر یہ خبر جھوٹی ہوگی تو ہم محمد ﷺ کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر سچی ثابت ہوئی تو تمہیں چاہئے کہ اب بنو ہاشم کو زیادہ نہ ستاؤ انہیں اس گھاٹی سے نکلنے دو۔ قریش نے وہ عہد نامہ اتار کر دیکھا تو واقعی سارا کا سارا دیمک کھا گئی تھی صرف وہ جگہ باقی تھی جہاں اللہ کا نام لکھا تھا۔ قریش بہت نادم ہوئے اور گھاٹی سے نکلنے کی اجازت دی۔ رسول اللہ ﷺ کی وہ خبر جو گھاٹی میں آپ نے دی تھی لوگوں نے بالکل سچ ہوتی ہوئی دیکھ لی۔

نجاشی کے انتقال کی خبر

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے انتقال کی خبر اسی دن دے دی تھی جس دن وہ مرا تھا آپ نے صحابہ کرام کو لے کر اس کی نماز جنازہ غائبانہ بھی ادا فرمائی (بخاری و مسلم)

رسول اللہؐ نے نجاشی کے انتقال کی خبر لمبی مسافت کے باوجود بتا دی جو صحیح ثابت ہوئی۔ نجاشی کا نام اصحمہ تھا اس نے رسول اللہؐ کے دعوت نامہ کی بڑی عزت کی تھی دعوت نامہ دیکھ کر احترام سے اٹھ کھڑا ہوا اور آنکھوں سے لگایا تھا۔ اور اسی وقت مسلمان ہوگیا تھا۔ اس کی موت واقع ہوئی تو آپؐ نے دوری کے باوجود بتا دیا کہ نجاشی کا انتقال ہوگیا۔

عباس رضؓ کے خفیہ خزانہ کی خبر

ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدر کی لڑائی میں بہت سے کفار قید ہو کر آئے ان ہی قیدیوں میں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب بھی تھے ۔ ہر قیدی کے ذمہ فدیہ اور جرمانہ ڈالا گیا کہ وہ ادا کر کے رہا ہو جائیں ۔ عباسؓ نے اپنا جرمانہ معلوم کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ذمہ جتنا جرمانہ ڈالا گیا ہے اتنا میرے پاس موجود نہیں ہے ۔ اس وقت رسول اللہؐ نے فرمایا عباس وہ مال کیا ہوا جو تم نے ام الفضل کے پاس زمین میں دفن کر رکھا ہے اور تم لڑائی میں آتے ہوئے کہہ آئے تھے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال میری اولاد کو ملے گا ۔ عباس نے یہ بات سنی تو حیرت سے کہا کہ یا رسول اللہؐ اس مال کی خبر بجز میرے اور ام الفضل کے کسی اور کو نہ تھی ۔ پھر عباس نے اسی مال کو منگوا کر اپنا جرمانہ ادا کیا (احمد، بیہقی حاکم) رسول اللہؐ نے خفیہ خزانہ کی خبر دے دی جو بالکل صحیح ثابت ہوئی اور عباس کو حیرت ہوئی ۔

بکری کے گوشت کی خبر

عاصم بن کلیبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے جنازے میں شریک ہوئے میّت کو دفن کرنے کے بعد اس میّت کی عورت نے آنحضورؐ کی دعوت کی آپ اس کے گھر تشریف لے گئے کھانا جب آیا اور پہلا لقمہ آپ نے منہ میں لیا تو نگلنے سے قبل ہی آپ نے فرمایا کہ یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کی گئی ہے۔ یہ خبر سن کر اس عورت نے واقعہ کی اطلاع یوں دی کہ میں نے مقام نقیع کے بکریوں کے بازار میں ایک آدمی کو بکری خریدنے بھیجا لیکن وہاں کوئی بکری نہ ملی تو اپنے ایک پڑوسی کے یہاں بھیجا اس نے جلد ہی بکری خریدی تھی پڑوسی گھر پر نہیں تھا اس کی بیوی نے اپنے خاوند کی غیر موجودگی میں وہ بکری میرے پاس بھیج دی۔ واقعہ سن کر رسول اللہؐ نے یہ گوشت نہیں کھایا اور ان قیدیوں کو کھلانے کا حکم دیا جو مسلمان نہیں تھے کیونکہ مسلمانوں کے لئے اس کا کھانا درست نہیں تھا۔ (ابوداؤد، بیہقی)

رسول اللہ ﷺ نے گوشت منہ میں لیتے ہی جو حقیقت بکری کی بتادی وہ واقعہ کے لحاظ سے بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

دلی ارادوں کی خبر

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اسی دوران ایک انصاری اور قبیلہ ثقیف کا ایک شخص آپہونچا دونوں نے سلام کے بعد عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں آنحضورؐ نے فرمایا تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھے معلوم ہے کہو تو ابھی بتادوں انہوں نے کہا ارشاد فرمائیے ہم کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ کعبہ کی زیارت طواف کے بعد کی دو رکعت، صفا مروہ کے درمیان سعی، اور عرفات میں قیام کرنے کنگریاں مارنے اور قربانی کرنے میں کیا کیا ثواب ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنایا ہم یہی باتیں دریافت کرنے حاضر ہوئے ہیں۔ (بزار)

اسی طرح واثلہ بن اسقعؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے گرد صحابہ کرام کا مجمع تھا آپ کے ارشادات

کا سلسلہ جاری تھا۔ میں جا کر حلقہ کے بیچ میں بیٹھ گیا بعض صحابہ نے اعتراض کیا کہ اس طرح حلقہ میں بیٹھنے کی ممانعت ہے تم یہاں سے اٹھ جاؤ۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو یہیں بیٹھا رہنے دو مجھے معلوم ہے یہ جس مقصد سے آیا ہے ۔ واثلہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ کا یہ بیان سن کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ بتائیے میں کس مقصد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا تم "برّ اور شک" کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں "برّ اور شک" ہی کی حقیقت دریافت کرنے حاضر ہوا ہوں اس کے بعد آنحضورؐ نے برّ کی حقیقت بتائی کہ جو چیز دل میں جم جائے وہ برّ ہے اس پر مومن کے دل کو اطمینان ہوتا ہے اور شک یہ ہے کہ کھٹک باقی رہے اس پر اطمینان اور دل کا جماؤ نہ ہو۔ شبہ اور شک کی چیز کو چھوڑ کر غیر شبہ کی چیز کو اختیار کر دو چاہے لوگ تمہارے خلاف فتویٰ دیں (ابن عساکر)

رسول اللہؐ نے ان دونوں واقعوں میں لوگوں کے مخفی ارادوں کو قبل از اظہار ہی بتا دیا کہ تم فلاں فلاں غرض کے لئے آئے ہو اور ان حاضرین نے آپ کے ارشاد کی تصدیق بھی کر دی۔ یہ بھی پیشین گوئی ہی ہے۔

شہدائے جنگ موتہ کی خبر

انس بن مالک رضؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کے بارے میں فرمایا۔ زیدؓ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے پھر جعفرؓ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے پھر ابن رواحہؓ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے۔ آپ نے جس وقت یہ حال بیان کیا اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ پھر سیف اللہ (اللہ کی تلوار) نے جھنڈا لیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ (بخاری)

رسول اللہ صلعم نے جنگ موتہ کے دن یہ خبر دی تھی، آپ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے اور لڑائی مقام موتہ میں ہو رہی تھی جو شام میں ایک جگہ ہے اور مدینہ سے ایک مہینہ کی دوری پر ہے آنحضورؐ نے اتنی دوری سے جو خبر دی تھی وہ بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ تینوں صحابہؓ اسی ترتیب سے جنگ میں شہید ہوئے جو ترتیب رسول اللہ صلعم نے مقرر فرما دی تھی۔ آخر میں حضرت خالدؓ

بن ولید نے اسلامی جھنڈا لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔

جنگ موتہ اس وجہ سے پیش آئی تھی کہ وہاں کے حکمراں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو قتل کر دیا تھا جس سے رسول اللہؐ اور خود اسلام کی بھی بڑی توہین ہوئی تھی۔ سفیر و قاصد کو قتل کرنا ہمیشہ بہت بڑا جرم رہا ہے۔ بڑے سے بڑے حریف و دشمن کے قاصد کو ہر ملک کے دستور نے بڑی عزت دی ہے مگر حاکم موتہ نے اس کی خلاف ورزی کر کے سفیر اسلام کو قتل کر ڈالا تھا چنانچہ اسی جرم کی پاداش میں رسول اللہؐ نے ایک لشکر بھیجا اور یہ واقعہ پیش آیا۔

ایک خفیہ خط کی خبر

صحیحین میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیرؓ و مقدادؓ کو حکم دیا کہ تم لوگ مقام خاخ تک جاؤ (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے) وہاں تم کو ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے۔ اس سے وہ خط چھین لاؤ۔ ہم تینوں گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہونچے عورت وہیں مل گئی ہم نے اس سے خط کا مطالبہ کیا اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا اگر وہ خط تو از خود نہیں پیش کرے گی تو ہم تجھے ننگا کر کے تلاشی لیں گے یہ سن کر اس نے اپنے سر کے جوڑے سے ایک خط نکالا ہم وہ خط لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ خط حاطب بن بلتعہ نے کفار مکہ کے پاس لکھا تھا۔ آنحضورؐ نے مشرکین مکہ سے لڑائی کا ارادہ کیا تھا اور اس کو راز میں رکھا تھا۔ حاطب نے اس راز کو کھولنا چاہا تھا۔ مگر رسول اللہؐ نے عین وقت پر یہ خطرناک خط پکڑ والیا۔ حاطب مسلمان تھے مگر ان کے

بال بچے مکہ میں تھے ان کا اپنا کوئی آدمی مکہ میں نہیں تھا جو ان کے بال بچوں کی مدد کرتا اس لئے یہ قریش پر ایک احسان کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کے بال بچوں کو وہ نہ ستائیں۔ حضرت عمرؓ کو بڑا غصہ آیا اور کہا کہ اجازت ہو تو اس منافق کی گردن ماردوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نہیں، بدر میں شریک ہونے والے صحابیوں پر خدا کی خاص رحمت ہے، حاطب بھی بدر میں شریک ہوئے تھے۔

حاطب نے نہایت خفیہ طریقہ سے یہ خط لکھ کر بڑھیا کے ذریعہ روانہ کیا کہ محمدؐ تم پر بڑا لشکر لے کر چڑھائی کرنے والے ہیں اگر محمدؐ صرف اکیلے تم پر چڑھائی کریں تو وہ تم پر غالب آجائیں گے۔ اس لئے تم اپنے بچاؤ کی فکر کرو۔ مگر رسول اللہؐ نے اس خفیہ خط کی خبر دے دی اور صحابہ کو بھیج کر خط واپس منگوا لیا مسلمانوں کا راز کافروں تک پہونچنے سے رہ گیا۔

صفوان اور عمیر کی سازش کا انکشاف

بیہقی اور طبرانی کی روایت ہے کہ جنگ بدر میں کفار جب ہلاک ہوئے تو اس کے بعد صفوان بن امیہ اور عمیر بن وہب دونوں کافر کعبہ کے قریب مقام حجر میں بیٹھ کر بدر میں ہلاک ہونے والوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔ صفوان نے کہا کہ اپنے آدمیوں کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی کا لطف جاتا رہا۔ عمیر نے کہا سچ ہے اگر میں اس مفلسی میں قرضدار نہ ہوتا اور اپنے بعد اپنی اولاد کے ہلاک ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں جا کر محمدؐ کو قتل کر ڈالتا۔ میرا ایک لڑکا محمدؐ کی قید میں ہے اسی بہانے سے وہاں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ صفوان نے موقع کو غنیمت جانا اور عمیر کا قرض ادا کر کے اس کی اولاد کی خبر گیری کا وعدہ کیا۔ عمیر نے کہا میرے اس ارادے کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اس کے بعد عمیر نے تلوار تیز کر کے زہر میں بجھائی اور مدینہ کا سفر کیا۔ مسجد نبوی کے پاس پہونچ کر اونٹ کو بیٹھایا اور تلوار گردن میں لٹکا کر رسول اللہؐ کی طرف بڑھا۔ حضرت عمرؓ نے دور سے دیکھتے ہی بھانپ لیا کہ کسی بری نیت سے

آیا ہے اس لئے اس کی تلوار پکڑ کر حضور کے پاس لے گئے ۔رسول اللہؐ نے عمیر سے مدینہ آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے وہی لڑکے کی خبر گیری کا بہانہ کیا مگر جب آپ نے پوچھا کہ تلوار تیز کر کے آنے کا کیا مطلب ہے ؟ تو گھبرا کر جواب دیا کہ یہ تلوار کس کام کی ہے یعنی جس مقصد کے لئے تلوار لایا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔ بار بار مدینہ آنے کی وجہ پوچھنے پر جب اس نے صحیح خبر نہ دی تو رسول اللہؐ نے اس کو سازش کا حال بتا دیا کہ تو اور صفوان فلاں جگہ بیٹھ کر سازش کر رہے تھے ، یہ یہ باتیں طے ہوئی ہیں ۔اپنا کچّا چٹھا سن کر وہ حیران رہ گیا اور فوراً کلمہ پڑھ کر یہ کہتا ہوا مسلمان ہوا کہ جس سازش کی خبر سوائے میرے اور صفوان کے کسی کو نہ تھی اس کا پورا حال آپ کو معلوم ہو گیا بیشک آپ سچے نبی ہیں ۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کی خبر

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اُحد پہاڑ پر چڑھے آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے اچانک پہاڑ حرکت کرنے لگا رسول اللہؐ نے پہاڑ پر اپنا قدم مار کر فرمایا اے اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں (بخاری)

رسول اللہؐ کی یہ خبر صحیح ثابت ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مجوسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو بلوائیوں نے مکان میں بند کر کے شہید کر ڈالا۔ صحیحین میں شقیق نے روایت کی ہے کہ حضرت حذیفہ سے عمرؓ نے پوچھا اس فتنہ کے متعلق جو سمندر کی طرح موجیں مارتا ہوگا اگر تمہیں کچھ رسول اللہؐ کی بات معلوم ہو تو بتاؤ۔ حذیفہ نے کہا عمر تمہیں اس سے کیا مطلب تمہارے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ عمرؓ نے پوچھا وہ دروازہ کھلے گا یا ٹوٹے گا حذیفہ نے کہا دروازہ توڑا جائے گا۔ حضرت حذیفہ کے قول کا مطلب یہ تھا کہ حضرت عمرؓ

فتنہ کو روکنے کے لئے ایک دروازہ ہیں۔ چنانچہ یہ دروازہ توڑا گیا یعنی آپ کو شہید کر دیا گیا۔ اور رسول اللہ کی خبر صحیح ثابت ہوئی۔

اکثر صحابہ کرام اور خود حضرت عمرؓ اس دروازے کا مصداق عمرؓ کی ذات کو قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابوذرؓ سے ملے تو ان کا ہاتھ زور سے دبایا ابوذرؓ نے کہا "چھوڑ میرا ہاتھ اے فتنوں کے قفل" اس پر عمر نے پوچھا کہ تم نے مجھ کو فتنوں کا قفل کیوں کہا اس وقت ابوذرؓ نے روایت بیان کی کہ ہم رسول اللہ کی خدمت میں ایک دن حاضر تھے۔ تم رسول اللہ کی پیٹھ کے پیچھے آکر بیٹھ گئے اس وقت آنحضورؐ نے تمہارے بارے میں فرمایا جب تک یہ شخص تم میں رہے گا کوئی فتنہ تمہارا رخ نہ کرے گا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ اس فتنہ میں بے گناہ مارا جائے گا۔ (ترمذی)

ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے ایک دوسری روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا اے عثمانؓ یقیناً اللہ تم کو ایک کرتہ پہنائے گا پھر اگر منافق وہ کرتا اتروانا چاہیں تو مت اتارنا یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو یعنی شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

چنانچہ یہ پیشین گوئی صادق آئی مصر و عراق کے بلوائیوں نے دارالحکومت پر چڑھائی کی آپ کی خلافت کا کرتا اتارنا چاہتے تھے آپ نے اس بلوے کے خوف سے اپنے مکان میں پناہ لی بلوائیوں نے آپ کا محاصرہ کرکے پانی بھی بند کر دیا اور مکان میں کود کر آپ کو اس حالت میں شہید کیا کہ آپ قرآن شریف کی

تلاوت فرما رہے تھے۔ جس قرآن میں آپ تلاوت فرماتے ہوئے شہید ہوئے تھے اس کا نام "امام" تھا اس پر خون کے دھبے آگئے تھے۔ یہ قرآن بنو امیہ کے پاس وراثتہً رہا اور ان کی خلافت کے ساتھ دمشق سے منتقل ہو کر اندلس چلا گیا۔ ولیم میور نے لکھا ہے کہ وہ قرآن قرطبہ کی جامع مسجد میں موجود تھا۔ جب اسلامی حکومت کو زوال ہوا تو مراقش منتقل ہو گیا۔ تاریخ ادریسی سے بھی اس کی سند ملتی ہے کہ قرطبہ میں اب تک اس قرآنِ عثمانی کی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ ابن بطوطہ جس نے آٹھویں صدی ہجری میں سفر کیا لکھا ہے کہ یہ قرآن بصرہ میں موجود ہے اور اس پر خلیفہ کے خون کے دھبے اب تک نمایاں ہیں۔ اب بیان کیا جاتا ہے کہ روس کے دارالحکومت ماسکو میں مسلمانوں نے ۱۹۰۴ء میں کتب خانہ قائم کیا ہے اس کے لئے بخارا سے کچھ کتابیں لائی گئی ہیں ان میں وہ قرآن بھی ہے اور اس پر خون کے دھبے ہیں۔

حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا گذشتہ امتوں میں سب سے زیادہ بدبخت کون ہے اور اس امت میں سب سے بڑا بدنصیب کون ہے ؟ میں نے عرض کیا مجھے اس کا علم نہیں، اس پر آپ نے فرمایا گذشتہ امتوں میں سب سے زیادہ بدبخت قدار بن سالف تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور اس امت میں سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا جس سے تمہاری داڑھی خون میں لت پت ہو جائے گی اور تم اس زخم سے شہید ہو جاؤ گے ۔ (احمد)

رسولؐ اللہ کی خبر بالکل صحیح ثابت ہوئی آپ پر عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے نماز فجر کے دوران تلوار سے وار کیا تلوار سے آپ کا سر اتنا زخمی ہوا کہ خون سے داڑھی شرابور ہو گئی اور اسی زخم سے آپ شہید ہو گئے ۔

رسولؐ اللہ کی پیشین گوئی سے حضرت علیؓ کو تفصیلی واقعات کا علم تھا چنانچہ

جس رات کی صبح کو آپ پر حملہ ہوا اس رات کئی مرتبہ آپ نے باہر آکر آسمان کو دیکھا اور رات کا نقشہ دیکھ کر کہا کہ واللہ نہ تو میں جھوٹا ہوں اور نہ مجھے خبر دینے والا جھوٹا ہے یہ رات وہی ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اور سحر کے وقت بطخیں آپ کے سامنے رونے چلانے لگیں تو لوگوں نے ان کو روکنا چاہا اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو یہ اپنے غم کا اظہار کر رہی ہیں۔ اس کے بعد موذن نے آکر نماز کی اطلاع دی، آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے آپ پر حالتِ نماز میں ابن ملجم نے تلوار ماری، زخمی ہو کر آپ گر پڑے اور اسی سے آپ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ کی پیشین گوئی کا آپ کو یقین تھا چنانچہ ایک مرتبہ ابن ملجم آپ سے سواری مانگنے آیا آپ نے سواری دے کر فرمایا واللہ یہ میرا قاتل ہے لوگوں نے کہا اس کو قتل کیوں نہیں کر ڈالتے، آپ نے فرمایا پھر مجھے کون قتل کرے گا۔

زبیرؓ و علیؓ کے درمیان لڑائی

بیہقی کی روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کو ایک ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے علیؓ سے دریافت فرمایا اے علیؓ کیا تم زبیرؓ کو دوست رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول میں کیوں نہ ان کو دوست رکھوں یہ میرے پھوپی زاد بھائی اور مسلمان ہیں۔ پھر آپ نے زبیرؓ سے دریافت کیا اے زبیرؓ کیا تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو زبیرؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ میں ان کو کیوں نہ دوست رکھوں یہ میرے ماموں کے بیٹے اور اسلام کے پیرو ہیں۔ اس کے بعد رسولؐ اللہ نے پیشین گوئی فرمائی کہ اے زبیرؓ تم ایک دن علیؓ سے جنگ کروگے اور تم اس جنگ میں ظالم ہوگے۔

رسولؐ اللہ کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی ایک لڑائی جمل کے نام سے مشہور ہے اس میں حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے مقابلہ کیا حضرت علیؓ

جب اس لڑائی کے دوران رسول اللہ کی پیشین گوئی زبیرؓ کو یاد دلائی اور یہ بھی یاد دلایا کہ تم کو اس لڑائی میں رسول اللہ نے ظالم بتایا ہے تو حضرت زبیرؓ نے تسلیم کر لیا اور کہا کہ ہاں میرے ذہن سے یہ بات اتر چکی تھی اس کے بعد زبیرؓ واپس چلے گئے حضرت زبیرؓ کو اسی سفر میں ابن جرود نے شہید کر ڈالا جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ واپسی پر حضرت زبیرؓ ایک وادی السباع نامی جگہ پر سو رہے تھے آپ کو سوتا ہوا پا کر ابن جرود نے قتل کر دیا۔

بہر حال رسول اللہ نے جو زبیرؓ و علیؓ کے درمیان لڑائی کی خبر دی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی اور زبیرؓ اس میں ناحق پر تھے۔

فارس کے دیندار

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دین ثریا کی بلندی پر ہوگا تو فارس کے کچھ لوگ اس کو حاصل کرلیں گے۔

(بخاری ومسلم)

رسولؐ اللہ کی یہ پیشین گوئی صادق آئی حضرت سلمان فارسیؓ کے ذریعہ اس خبر کی پہلی تصدیق ہوئی کہ انہوں نے دین اسلام کو بڑی تلاش وجستجو کے بعد حاصل کرلیا اور اس راہ میں ان کے سامنے جو مشکلات تھیں وہ واقعی ایسی تھیں کہ ان مشکلات کے ہوتے ہوئے اسلام کو حاصل کرنا ایسا ہی مشکل تھا جس طرح ثریا کی بلندی سے کسی چیز کو حاصل کرنا مگر اس کے باوجود انہوں نے اللہ کے دین کو حاصل کرلیا اور صحابیِ رسول ہوئے۔

بعض حضرات نے اس حدیث کا مصداق حضرت امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کو بتایا ہے جنہوں نے اللہ کے دین کی معلومات حاصل

کرنے میں کوہ کنی اور انجم پیمائی سے بھی زیادہ مشکلات کا سامنا کیا اور رسولؐ اللہ
کے ارشادات کو اس مشقت و اہتمام کے ساتھ جمع کیا کہ ان کو امام المحدثین کا
خطاب ملا اور ان کی کتاب صحیح البخاری کو علماء نے قرآن کے بعد سب سے
زیادہ صحیح تسلیم کیا۔ امام بخاریؒ کے علاوہ دوسرے ائمۂ حدیث بھی فارس
کی سرزمین میں پیدا ہوئے جنہوں نے خبرِ رسولؐ کی تصدیق کر دی۔

بعض شارحین حدیث نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو اس خبر کا مصداق بنایا
ہے آپ نے فقہ اسلامی کو اس مشقت و محبت سے علماء میں رائج کیا کہ آپ کو
تمام لوگوں نے "امام اعظم" کا خطاب دیا۔

بہر حال رسولؐ اللہ کی پیشین گوئی اہل فارس کے بارے میں پوری ہوئی۔

مدینہ کا عالم

حاکم نے سند صحیح سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ جلد ایسا آئے گا کہ لوگ علم کی جستجو میں دور دراز کا سفر کریں گے لیکن مدینہ میں ایک ایسا عالم ہوگا کہ اس سے بڑھ کر کوئی عالم نہ ملے گا۔

رسول صلعم اللہ کی یہ پیشین گوئی بھی صادق آئی۔ سفیان بن عیینہ بڑے امام ہیں ان کا بیان ہے کہ اس خبر رسول صلعم کا مصداق حضرت امام مالک بن انس رح ہیں اور یہ اتنے بڑے عالم اپنے وقت کے گزرے ہیں کہ دور دراز کا سفر کر کے بڑے بڑے اہل علم ان کی خدمت میں علم حاصل کرنے کی غرض سے آتے تھے۔ آپ کی خدمت میں حضرت امام ابوحنیفہ رح بھی حدیث کا علم حاصل کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ آپ نے مدینہ میں عرصہ دراز تک احادیث رسول صلعم کا درس دیا۔ حدیث میں سب سے پہلی کتاب جو اس وقت علماء میں رائج ہے وہ انہیں کی ہے اس کتاب کی صحت پر علماء وقت نے اتفاق کیا اسی لئے اس کا نام "موطا" رکھا گیا۔

قریش کا عالم

ابن مسعودؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قریش میں ایک اتنا بڑا عالم ہوگا کہ دنیا کو علم کے خزانوں سے مالامال کردے گا

(ابوداؤد، بیہقی)

رسولؐ اللہ کی یہ پیشین گوئی بھی صادق آئی۔ حضرت امام شافعیؒ قریش میں پیدا ہوئے اور اتنے بڑے عالم ہوئے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے آپ کی بابت فرمایا روئے زمین پر امام شافعیؒ سے بڑا کوئی عالم پیدا نہیں ہوا۔ امام شافعیؒ مطلب بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں آپ کی کتاب "الام" معرکتہ الآراء تصنیف ہے۔

رسولؐ اللہ کی متفرق پیشین گوئیاں

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی قومیں امت مسلمہ سے لڑنے کے کئے اکٹھی ہو جائیں گی اور ایک دوسرے کو مسلمانوں کے خلاف اس طرح بلائیں گی جیسے بھوکے ایک دوسرے کو کھانے پر بلاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

(۲) رسولؐ اللہ نے فرمایا آئیندہ زمانہ میں ایسے تہ بتہ فتنے ظاہر ہوں گے جیسے رات کے سیاہ ٹکڑے، ایک شخص رات کو سوئے گا اور صبح کو کافر ہو جائے گا۔ اپنا دین دنیا کے عوض بیچ دے گا۔ (ترمذی)

(۳) رسولؐ اللہ نے فرمایا ایک وقت آنے والا ہے جب کہ میری امت کے لوگ لات و عزیٰ کی پرستش کریں گے مسلمان قبائل غیر مسلموں سے مل جائیں گے۔ (ابوداؤد)

(۴) رسولؐ اللہ نے فرمایا ایک وقت آئے گا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ چھوڑ دیں گے بلکہ منکر کا حکم دیں گے اور معروف سے منع کریں گے۔ اور

اس سے بھی زیادہ افسوس ناک چیز یہ ہوگی کہ منکر اور برائی کو اچھائی کہا جائے گا۔
اور معروف کو برائی کا نام دے دیا جائے گا۔

(۵) رسول اللہ نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب کہ کبیرہ گناہوں کو لوگ حلال کر لیں گے، رشوت خوری کا رواج ہو گا عمارتیں اونچی اونچی بنائیں گے، خواہشات کی پیروی کریں گے زنا عام ہو گا طلاق کو آسان سمجھ لیں گے علماء کم ہو جائیں گے۔ قاری بہت ہوں گے (جن کا مقصد صرف الفاظ کی تراش خراش ہو گا) دل خراب ہو جائیں گے۔ جہینے مقدار کے لحاظ سے کم ہو جائیں گے عہد شکنی عام ہوگی، عورتیں گھوڑوں پر سوار ہوں گی، امارت اور دینی سرداری میراث سمجھی جائے گی، جاہل لوگ منبروں پر خطیب بن کر کھڑے ہوں گے۔ لوگ تاج پہنیں گے، قرآن کو تجارت ٹھہرا لیں گے مال میں سے اللہ کا حق نہ دیں گے، مال بروں کے پاس ہو گا جس کو شراب وکباب، جوا کھیل تماشا اور باجوں میں لگائیں گے نااہل لوگوں کے سردار ہوں گے (دیلمی)

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ ایک وقت ہلاکت کا آئے گا جب کہ حکمراں ظلم کرنے لگیں گے لوگ قضاء وقدر کی تکذیب کریں گے ستاروں کی تاثیر پر ایمان لائیں گے اور بدکار عورتوں سے ملاقات کرنے کا شوق لے کر سفر کریں گے۔ (البزّار)

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ قیامت سے پہلے یہ چیزیں ظاہر ہوں گی نماز کو ترک کیا جائے گا، سود عام ہو گا، خونریزی کو معمولی سمجھیں گے۔ رشتے ناطے توڑے جائیں گے، ریشمی کپڑے عام ہوں گے

ظلم کا غلبہ ہوگا، موت اچانک واقع ہونے لگے گی، خائن کو امین اور امین کو خائن جانیں گے، امراء، وزراء فاجر و فاسق ہوں گے، قرآن کو ریشم و زر نگار سے خوب سجائیں گے، مسجدوں کو سنواریں گے، منبر اونچے اونچے بنائیں گے شراب عام ہو گی، حدود و سزائیں معطل ہو جائیں گی، مرد عورتوں کے مشابہ اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہوں گی، لوگ بن بلائے گواہی دیں گے، زکوٰۃ کو تاوان و جرمانہ سمجھیں گے، باپ کی نافرمانی اور دوستوں کی اطاعت ہو گی عورتوں کی تابعداری ہونے لگے گی، قرآن خوب گا کر موسیقی سے پڑھیں گے۔ لوگ اگلے بزرگوں کو برا بھلا کہیں گے (حلیہ ابو نعیم)

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جن کے ہاتھوں میں بیل کی دم کی طرح تازیانہ ہوں گے (یعنی سرداری و افسری کے گھمنڈ میں کوڑے لے کر نکلیں گے) یہ لوگ صبح و شام اللہ کے غضب میں بسر کریں گے۔ (احمد و حاکم)

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانے میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو سرخ زین پر سوار ہوں گے ان کی عورتیں کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر کپڑے ایسے اور اس ڈھنگ کے ہوں گے کہ ان کا سارا بدن ننگوں کی طرح ظاہر ہو گا۔ ان کے سروں پر بال اس طرح جمع ہو کر ابھرے ہوں گے جیسے اونٹ کی کوہان ہوتی ہے (احمد و حاکم)۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں یہ چیزیں ظاہر ہوں گی کہ بعض تاجر و پیشہ ور بعض سے شکایت کریں گے کہ فائدہ بالکل

نہیں ہوتا ہے، ناجائز بچے کثرت سے پیدا ہونے لگیں گے، غیبت عام ہوگی مالداروں کی تعظیم کی جائے گی، مسجدوں میں لڑائی جھگڑوں سے آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔ (ابن مردویہ)

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں لوگ دین کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ترک کر دیں گے اور پڑوسی برے ہو جائیں گے یعنی ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے حق میں نہایت بدخواہ اور بدخلق ہو جائے گا۔ (ابن مردویہ)

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں لوگ میراث تقسیم نہ کریں گے یعنی حقدار کو حق نہ دیں گے جس کا بس چلے گا ہڑپ کر جائے گا (مسلم)

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آنے والا ہے جب کہ پچاس نمازی نماز پڑھیں گے لیکن ایک کی بھی نماز قبول نہ ہوگی کیونکہ نمازوں کے ارکان صحیح نہ ہوں گے۔ (ابو شیخ)

(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں عالموں کی پیروی ترک کر دیں گے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں کی شفقت ختم ہو جائے گی۔ دنیا کے لئے ایک دوسرے کو قتل کریں گے (دیلمی)

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب کہ قرآن کو لوگ قدیمی اور دقیانوسی چیز سمجھ کر چھوڑ دیں گے دنیاوی علوم و فنون کو معیار فضیلت سمجھ کر خوب خوش ہوں گے، اپنے جرائم پر اصرار کر کے خدا

کی رحمت پر بھروسہ کریں گے۔ (ابو نعیم)

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ حق پرست علماء لوگوں کے شر سے تنگ آکر موت کو پسند کریں گے، لوگ اہل حق کو اس طرح ذلت کے ساتھ ماریں گے جیسے کتّوں کو مارتے ہیں (دیلمی، ابو نعیم)

(۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب کہ لوگ مسجدوں کو دنیاوی باتوں کا اکھاڑا بنالیں گے اللہ کو ان کی پروا تک نہ ہوگی (بیہقی)

(۱۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیندہ زمانے میں معصیت سے بچکر معاش حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ انسان کی ہلاکت اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے ہاتھ سے ہوگی اس طرح پر کہ انسان روزی سے تنگ آجائے گا اُس کے گھر والے اس کو عار دلائیں گے یا معاش کے لئے تنگ کریں گے تو وہ مجبوراً ناجائز طور پر معاش حاصل کرکے ہلاک ہوگا یا جب کوئی راستہ نظر نہ آئیگا تو روزی سے تنگ آکر خودکشی کرلے گا۔ (بیہقی، ابو نعیم)

(۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیندہ زمانہ میں لوگ قرآن کو مخلوق کہیں گے حالانکہ قرآن نہ خالق ہے نہ مخلوق (معتزلہ وغیرہ نے قرآن کو مخلوق کہہ کر یہ نشانی پوری کردی) (اصبہانی)

(۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آرہا ہے جب کہ آبادی ویران اور ویرانہ آباد ہو جائے گا لوگ امانتوں کے ساتھ اس طرح کھیل کریں گے جس طرح اونٹ وغیرہ درختوں کے ساتھ کھیل کرتے اور بے احتیاطی کے ساتھ

کاٹتے کھاتے ہیں۔ (طبرانی)

(۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیندہ زمانہ میں لوگوں کے دل بدل جاویں گے اختلاف اتنا ہوگا کہ ایک بھائی کا دین دوسرے بھائی کے دین سے مختلف ہوگا حالانکہ یہ دونوں ایک ہی ماں کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔ (دیلمی)

(۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیندہ زمانہ میں تین چیزیں بہت کم ہوں گی، ایک حلال روپیہ پیسہ، دوسرے مفید علم، تیسرے دینی برادری اللہ کے لئے بھائی چارہ (دیلمی)

(۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیندہ زمانہ میں بے حیائی اتنی ہوگی کہ سر راہ عورتوں سے جماع کیا جائے گا جو ابوبکر رضؓ و عمرؓ کی طرح دیندار ہوگا وہ صرف اتنا ہی کہہ سکے گا کہ اے شخص ذرا راستہ سے ہٹ کر یہ کام کیا ہوتا۔ (حاکم)

(۲۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیندہ زمانہ میں ایک قوم ایسی ہوگی جو گائے بیل کی طرح اپنی زبان سے کھائے گی یعنی لوگوں کی بے جا مدح کر کے ان کا مال حاصل کرے گی (احمد)

(۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیندہ زمانہ میں ایسا ہوگا کہ زمانہ بڈھا ہوگا اور عمر انسان کی کم ہو جائے گی اولاد والی عورتیں غم میں گرفتار ہوں گی کیونکہ اولاد نافرمان ہوگی۔ بانجھ عورتیں خوب خوش رہیں گی، بخل عام ہوگا، زمین سمٹ جاوے گی یعنی ذریعہ سفر کی تیز رفتاری کی وجہ سے (طبرانی، ابن عساکر)

(۲۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب کہ لوگ شادی صرف دنیا کے لئے کریں گے اسی لئے کمینہ بدکار عورت سے شادی کرنے کو اچھا سمجھیں گے کیونکہ اس کے پاس دولت ہے اور اپنے چچا کی لڑکی جو کہ بڑی دیندار ہو گی شادی اسی سے کرنی چاہئے لیکن اس سے نہ کریں گے کیونکہ اس کے پاس دولت نہیں (طبرانی)

(۲۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب کہ خطیب بہت ہوں گے عالم لوگ حاکموں کی طرف زیادہ مائل ہوں گے۔ ان کی پسند کے مطابق فتویٰ دیں گے اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام کریں گے۔
(دیلمی)

(۲۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا چھوٹوں اور کم درجہ کے لوگوں میں علم منحصر ہو جائے گا یعنی بڑے شرفاء کھاتے پیتے گھرانے والے علم دین سیکھنا چھوڑ دیں گے جب معاملات میں فتویٰ لینے کی ضرورت ہو گی تو چھوٹوں اور ناداروں کی طرف رجوع کیا جائے گا کیونکہ علم دین انہی کے پاس موجود ہو گا اور معاملات میں شریعت کے مطابق فتویٰ وہی دے سکیں گے۔ (طبرانی)

(۲۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں لوگ اپنے اماموں سے خوب لڑیں گے ان کی کوئی وقعت نہ ہو گی (اشاعۃ)

(۳۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں ایسا ہو گا کہ آدمی قبر پر جا کر لوٹے گا اور کہے گا کاش میں اس قبر میں ہوتا۔ یہ تمنا کچھ دینداری کی وجہ سے نہ ہو گی بلکہ بلاؤں اور فتنوں کی وجہ سے پریشان ہو کر یہ تمنا کریگا۔
(ابن ماجہ، مسلم)

(۳۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب کہ مسجدوں کے نمازی امامت کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالیں گے یعنی کوئی امام نہ ملے گا۔ جو ان کو نماز پڑھائے (احمد، ابو داؤد)

(۳۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ ایک وقت آئے گا جب کہ عورتیں کثرت سے ہوں گی بادشاہ ظالم ہوں گے اور ناپ تول میں کمی کی جائے گی۔ (طبرانی وحاکم)

(۳۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب نیکوں کو موت پہلے چن لے گی جس طرح کھجوروں کے برتن سے لوگ پہلے تروتازہ کھجوریں چن لیتے ہیں۔ (راہرمزی)

(۳۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آرہا ہے جب کہ محتاج وغریب چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں گے یعنی مال بہت ہو گا اچھے کام میں مال خرچ کرنا بالکل بند کر دیں گے نمائش میں لگ جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

(۳۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں لوگ شراب کا نام بدل کر نبیذ کہہ لیں گے، سود کو تجارت کہیں گے، رشوت کو تحفہ وہدیہ کہیں گے زکوٰۃ کو کسی مزدور سے مزدوری کرا کے اسی میں شمار کر لیں گے۔ یعنی حرام چیزوں کا نام بدل بدل کر استعمال کریں گے، بڑے بیباک ہو جائیں گے۔ (دیلمی)

(۳۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں بڑا نصیب ور اور معزز وہ شمار کیا جائے گا جو بڑا ہی کمینہ ہو گا یعنی مالداری وریاست کی

وجہ سے احمق اور کم ترین خصلت والے اُونچی مسند پر ہوں گے (ترمذی، احمد)
(۳۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا جب کہ دین پر صبر و شکر کے ساتھ قائم رہنا ایسا ہی مشکل ہو جائے گا جیسا کہ آگ کے انگاروں کو مٹھی میں لینا مشکل ہوتا ہے یعنی کوئی مددگار نہ ہوگا اعداء بہت ہوں گے
(ترمذی)
(۳۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلے زمانہ میں عابد لوگ جاہل ہوں گے اور قاری لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہوں گے۔ (حاکم و ابو نعیم)
(۳۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب کہ بارش بہت ہوگی مگر پیداوار بہت کم ہوگی امیر بہت ہوں گے مگر امین کوئی نہ ہوگا۔ (طبرانی)
(۴۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں زہد ایک روائتی چیز بن جائے گی اور تقویٰ بناوٹی ہوگا۔ یعنی زہد باقی نہ رہے گا۔ اس کی روایت باقی رہے گی کہ فلاں بڑے زاہد تھے اور فلاں ایسے متقی تھے (بخاری و احمد)
(۴۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں اولاد "غیظ" ہوگی اور بارش "قیظ" ہوگی یعنی اولاد ایسا کام کرے گی جس سے والدین کو غصہ آوے گا۔ اور پانی موسم گرما میں برسے گا لیکن پیداوار کچھ نہ ہوگی۔ (طبرانی)
(۴۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں قوم کا سردار وہ ہوگا جو منافق ہوگا، ایماندار ہر جماعت میں بکری کے بچہ کی طرح حقیر و ذلیل سمجھا جائے گا، مردوں اور عورتوں میں ایک ہی جنس کے اندر فسق و فجور

عام ہوگا۔ (طبرانی)

(۴۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ زمانہ میں چاند پھولا ہوا طلوع ہوگا اور قبل از وقت ہی ہلال ظاہر ہوگا یعنی جس وقت ہلال نظر آئے گا اس وقت ایسا معلوم ہوگا جیسے دو رات کا چاند ہے۔ (طبرانی)

(۴۴) حجاج بن یوسف ثقفی کے مظالم سے لوگ پریشان تھے عدی بن حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بعد کا آنے والا زمانہ پچھلے زمانہ سے بُرا ہوگا یہاں تک کہ قرب قیامت میں مظالم کی انتہا ہوگی اس لئے کسی ایک وقتی چیز پر دل نہ چھوڑ دینا چاہئے (بخاری، ترمذی)۔

اِعلام یہ تو وہ اخبار رسول صلعم ہیں جو آپ کی وفات سے اب تک کسی نہ کسی وقت ظہور میں آ چکیں ان خبروں کے علاوہ بھی بہت سی خبریں ہیں۔ جو کہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گی مثلاً ملحمہ کبریٰ قسطنطنیہ، جنگ قرقیسیا، جنگ مدائن خروج مہدی، آثار و علامات قبل خروج مہدی، تحریک مہدی خروج دجّال اور اس کے آثار و علامات، خروج دابۃ الارض، طلوع آفتاب از مغرب ظہور عیسیٰ وغیرھا۔ چونکہ یہ چیزیں ایک دوسرا باب چاہتی ہیں اس لئے ہم ان تفصیلات کو دوسری کتاب کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔